شجرۂ شریف

متعلق خاندان

(الف) حضرت سید شریف صاحب قبلہ

المعروف سید شاہ رسول نما قادریؒ

(ب) حضرت سید عبداللطیف صاحب مغفور

قاضی پرگنہ سودہ ضلع خاندیس

برہان پوری

مرتبہ سنہ ۱۹۶۰ عیسوی

مطبوعہ مطبع معین دکن چھتہ بازار حیدرآباد

شجرہ شریف

شجرہ خاندانِ رسولِ نما ہے

فضلِ ربِّ غفور شد تیار

مصرعِ تاریخ طبع گفت ہاتف

شجرہ شریف اولیائے کبار

۱۳۰۹

مشجرۂ سید یعقوب حسینی

ص ۲۹

نوٹ:۔ (ص ۱ سے شجرہ کا مفہوم ادب۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ الکریم

شجرہ کے لغوی معنی درخت کے ہیں اور درخت مجموعہ ہے مختلف شاخوں کا۔ اسی مناسبت سے شجرہ یعنی نسب نامہ مستعمل ہوا جس کی شاخیں متعدد بلکہ لاتعداد ہو گئی ہیں لیکن اس کا منبع اور سرچشمہ ایک ہی ہوتا ہے اور یہ تمام شاخیں اسی سرچشمہ سے متعلق ہوتی ہیں، اس قدر اتصال و انسلاک کے باوجود یہ کس قدر غفلت اور بیگانگی ہے کہ ہم اپنے ہی شجرۂ نسب سے ناواقف اور آپسی رشتے سے بیگانہ رہیں۔ اسی فقدان نے مجھے ترتیب نسب نامہ پہ مجبور کیا تاکہ اس رشتۂ ناواقفیت کا استحصال ہو جائے اور آپسی قرابت رشتۂ آشنائی سے منسلک ہو جائے۔ نسب نامہ ہذا دو حصوں میں منقسم ہے۔

شجرۂ (الف) کی ابتدا اجداعلیٰ حضرت سید شریف رسول نما قدس سرہٗ کے اسم گرامی سے اور شجرۂ (ب) کا آغاز دوسرے اعلیٰ حضرت سید عبداللطیف صاحبؒ کے نام گرامی سے ہوتا ہے۔ ان دونوں بزرگوں کا سلسلۂ نسب حضرت ابو جعفر سیدنا امام محمد تقی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے جا ملتا ہے جو مسلمہ امام السادات ہیں۔

حضرت سید شریف رسول نما قدس سرہٗ کا ذکر تاریخ برہان پور میں موجود ہے، آپ کا اسم گرامی سید شریف تھا اور رسول نما کے لقب سے مشہور تھے۔ حضرت رسول نما قدس سرہٗ کا شمار گیارہ سو ہجری کے رفیع المرتبت اولیائے کرام میں ہے۔ حضرت قدس سرہٗ کے منصب ولایت جلیلہ پر فائز ہونے کا اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت چاہیے کہ آپ خلفاء و مریدین کو عالم مراقبہ و خواب میں

مجلس مبارک سید المرسلین ختمی مرتبہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں داخل فرماتے تھے۔ اللّٰھم صلی علیٰ سیدنا محمدٍ وّ علیٰ آلِ سیدنا محمدٍ بعددِ کلِّ ذرۃ مائۃ الف الف مرۃ ؎

خوشا چشم کو بنگرد مصطفیٰ را

خوشا دل کہ دارد خیالِ محمدؐ (جامی علیہ الرحمہ)

شجرہ ہٰذا کی ترتیب کے لیے برادر محترم مولوی سید عبدالقدیر صاحب مرحوم نے کاوشِ پیہم کے بعد خاصہ مواد فراہم کیا تھا لیکن افسوس ہے کہ برادر موصوف اپنی زندگی میں اس کی تکمیل نہ فرما سکے، یہ ذخیرہ میاں مولوی سید صابر علی صاحب ہاشمی نائب معتمد زراعت نے میرے حوالہ کیا تھا جس کو حتی الامکان مکمل کرنے کے بعد شائع کیا جا رہا ہے۔

اس شجرہ کی تکمیل اور طباعت میں میاں میر وجیہ الدین صاحب نے میری بہت امداد کی ہے اور یہ موصوف ہی کی کاوش کا نتیجہ ہے کہ شجرہ ہٰذا زیور طبع سے آراستہ ہوا۔

میں ان اصحاب کا بھی مشکور ہوں جنھوں نے اس کام میں میری امداد فرمائی۔

واضح باد کہ جن بزرگانِ خاندانی کے حالات فراہم ہوسکے ان کو بھی طبع کر دیا گیا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق رفیق فرمائے فقط

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

میر سعید علی ابن حضرت حکیم میر وزیر علی صاحب قبلہ

مورخہ ۲۵ جون ۱۹۶۰ء مطابق

۲۹ ذیقعدہ ۱۳۷۹ ہجری

ضرورتِ ترتیبِ نسب نامہ و مختصر سوانح حیات

حضرت حکیم الحکما، مولانا ابوالخیر میر وزیر علی صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ

علوم عربیہ میں علم الانساب کو خصوصی اہمیت و مقبولیت حاصل رہی ہے۔ شمس العلماء مولانا شبلی نعمانی اپنی تصنیف الفاروق (سوانح حیات حضرت سیدنا عمرؓ) میں تحریر فرماتے ہیں کہ عرب میں انساب کے چرچے کی کیفیت یہ تھی کہ ہر بچہ اپنے آبا و اجداد کے نام اور ان کے رشتے دس بارہ پشتوں تک محفوظ رکھتا تھا اور ان کے کارناموں کی روایتیں سلسلتہً ہزاروں آدمیوں تک پہنچائی جاتی تھیں اور سالانہ میلوں میں ان کی تشہیر کی جاتی تھی۔ یہاں تک کہ انسانوں سے گزر کر گھوڑوں اور اونٹوں کے نسب نامے تک محفوظ رکھے جاتے تھے' اہلِ یورپ نے تو نسب کی اہمیت کو محسوس کرانے میں انتہا کر دی چنانچہ کتوں کا نسب نامہ تک بڑے اہتمام سے مرتب کیا جاتا ہے اور اعلیٰ نسل کے کتوں کی قیمت اسی لحاظ سے لگائی جاتی ہے۔ پس حضرتِ انسان جو اشرف المخلوقات اور عقلِ سلیم سے آراستہ ہیں اپنے نسب نامے کی اہمیت کو کیونکر نظرانداز کر سکتے ہیں۔ نسلِ انسانی میں انبیاء و رسل علیہم السلام کو جو فضیلت حاصل ہے وہ اظہر من الشمس ہے۔ زمرۂ انبیاء میں ختم المرسلین علیہ التحیۃ والتسلیم کے مجسم نور ہونے میں کس مسلمان کو شبہ ہو سکتا ہے۔ صلی اللہ علی نورٍ کز و شد نورہا پیدا۔ آپؐ کی آلِ پاک کی عظمت کا اندازہ کرنے کے لئے کیا یہ کافی نہیں کہ آلِ اطہار پر صلوٰۃ و سلام بھیجے بغیر درودِ شریف مقبول نہیں ہو سکتا۔ پس جس کسی کو سیادت کی نسبت حاصل ہے وہ اپنی خوش بختی اور اس نعمتِ والا پر جس قدر ناز کرے کم ہے اور عام مسلمین ان کی جس قدر قدر و منزلت کریں بجا ہے۔

ایں سعادت بزورِ بازو نیست   تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

چونکہ خود ساختہ سیدوں کی بھی دُنیا میں کمی نہیں ہے اس لیئے حقیقی سیادت کا پتہ نسب نامہ سے بخوبی چل سکتا ہے۔ لہذا ترتیب نسب نامہ کی ضرورت مسلم اور اس کی اشاعت مستحسن ہے چنانچہ ہمارے خاندان کے ایک فرد مولوی میر وجیہہ الدین صاحب نے نسب نامہ ہذا کی ترتیب و تدوین میں جو کوشش کی ہے وہ قابلِ ستایش ہے، جزاک اللہ خیر الجزا۔

ایک اور امر جو نسب نامہ سے لیا جاسکتا ہے وہ ہر فرد خاندان کا مخصوص کارنامہ ہے جن کے علمی و عملی خصوصیات شرافتِ نسبی کا ثبوت پیش کر رہے ہیں، اور ان کی سابقہ زندگی آنے والی نسل کے لیے شمع ہدایت ہے۔ جن کے نقشِ قدم پر چلنے میں دارین کی فلاح مضمر ہے۔ شجرۂ ہذا میں بہ زمرۂ متاخرین حضرت حکیم الحکماء مولانا ابو الخیر میر وزیر علی صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کا اسم گرامی علمی و عملی میدان میں نمایاں حیثیت کا حامل ہے سلسلۂ نسب برصفحہ (۲۶) بلا خوف تردید یہ کہا جاسکتا ہے کہ حضرت حکیم صاحب قبلہؒ کا جواب کئی پشت قبل سے آج تک موجود نہیں ہے۔ حضرت ممدوح کی مختصر سوانح یہ ہے کہ آپ کا سلسلۂ نسب حضرت ابو جعفر سیدنا امام علی نقی الجوادؑ اور ننیالی سلسلہ حضرت سید شریف رسول نما قدس سرہٗ سے جا ملتا ہے (جن کی مزار شریف برہان پور میں مرجع خاص و عام ہے) اس طرح آپ بہ لحاظ نسب حسینی سادات سے ہیں۔ ایک شریف گھرانے میں آپ کی پیدایش ہوئی بچپن سے تحصیلِ علم کے جانب طبیعت راغب تھی میرے استاد مولوی بندگی صاحب مرحوم (مدرسۂ عقائدِ شفیہ قائم کردہ حضرت حکیم صاحب علیہ الرحمۃ کے متعلم رہے ہیں اور اس مدرسہ کی خدمت تدریس بھی آپ نے انجام دیا ہے) فرماتے تھے کہ بہ زمانۂ طالب علمی حکیم صاحبؒ کی بے بابگی اور تنگدستی کا یہ حال تھا کہ استاد صاحب کو ماہوار پیش کرنے کی استطاعت نہ تھی۔ اس کے لیے معاوضے میں اُستاد کے گھر کا کام کرتے، مکان میں پانی بھرتے سودا لادیا کرتے، لکڑی پھوڑ دیتے

چراغ کے لیے تیل خریدنے کی گنجائش نہ تھی۔ کسی بنیا کی دوکان کی روشنی میں سبق یاد کیا کرتے تھے اس طرح کی مصیبتیں برداشت کرتے ہوئے آپ نے علومِ ادیان کا اکتساب فرمایا اور علم الابدان میں کافی دسترس حاصل کی۔ تحصیل علمِ قانون کے بجائے علمِ طب کے حاصل کرنے کی وجہ مرجح یہ رہی کہ اس سے خلق اللہ کی خدمت کا زیادہ موقعہ ملتا ہے اور یہ علم بحر و بر میں کام آسکتا ہے۔ اسی وجہ سے آپ نے پیشۂ طبابت کو اکتسابِ معاش کا ذریعہ قرار نہیں دیا۔ خدمت خلق حسبتاً للہ فرمایا کرتے تھے اس نیک نیتی کا صلہ بارگاہِ رب العزت سے اس طرح ملا کہ آپ پائیگاہِ سر وقار الامرا میں اعلیٰ ترین خدمات پر مامور رہے اور سفارت جیسی خدمتِ جلیلہ آپ کے تفویض رہی (خدمت سفارت نواب مختار الملک بہادر اولی اور نواب رشید الدین خاں بہادر سر وقار الامرا نائب حضور کے درمیان معتمد علیہا کی خدمت تھی) بہ حیثیت مجموعی آپ کی ماہانہ یافت چودہ سو روپے سے کم نہ تھی جبکہ اس زمانے میں سپاہی کو پانچ روپے ماہوار دی جاتی تھی۔ اس کے علاوہ تمام اعزازات و لوازمات امیرانہ مثلاً ہاتھی، گھوڑا، میانہ، پہرہ دار، کارخانہ جات سے آپ سرفراز رہے اور مدت العمر ان خدمات کو انجام دیتے رہے۔ آپ نے برادرِ خورد حضرت مولوی میر عبد المجید صاحب مرحوم کی سرپرستی فرمائی اور انھیں اعلیحضرت غفران مکان اور بعد میں حضور نظام سابع کی اتالیقی پر مامور کروایا۔ چنانچہ دو سو پچاس روپے ماہانہ منصب اور سو روپے ماہانہ خرچ سواری علاقہ دیوانی سے انھیں ملا کرتا تھا۔ اس طرح اپنے دیگر رشتہ داروں اور اہلِ محلہ کے ساتھ ان کے شایانِ شان سلوک فرمایا کرتے تھے۔ اور صدہا اشخاص کو آپ نے روزگار سے لگایا اس درجہ امارتِ دنیوی کے باوجود شغفِ دینی کا یہ حال تھا کہ فریضۂ حج کی ادائی فرمائی۔ بیرون فتح دروازہ ایک مسجد تعمیر کروائی جس پر یہ کتبہ

موجود ہے ۔

ھُوالحکیم

چو سید وزیر علی صاحب زہد ۔ بنا کرد مسجد بزاد قیامت
سروشِ خرد گفت سال قیاش ۔ مقام ثنا و محل عبادت

غیبی آواز ۱۲۹۳ھ

مقبرہ بنوایا۔ مدرسہ دینیہ عقائدِ سُنیہ کے نام سے قائم فرمایا۔ نادار و غیر مستطیع طالبانِ علم دین کے لیے وہ تمام سہولتیں مہیا کیں جن کی انہیں ضرورت تھی۔ طلبہ کو کتابیں اور کھانا کپڑا تک دینے کا آپ نے اہتمام فرمایا اور ایک بڑا کتب خانہ جو مختلف علوم و فنون پر مشتمل تھا وقف فرمادیا آپ کا سب سے زیادہ نمایاں کارنامہ جو دستاویز سراپا خیر کی تعریف میں آتا ہے وہ وصیت نامہ ہے جس کو آپ نے ۱۲ ربیع الاول ۱۳۰۰ھ میں مرتب فرماکر اپنی تمام جائداد منقولہ غیر منقولہ کو وقف فرمادیا جس کی مالیت کا اندازہ ایک لاکھ سے کم نہیں ہوسکتا۔ اس دستاویز وقف نامہ پر اس زمانے کے تمام مشاہیر و کن علمائے کرام و مشائخینِ عظام کی مہریں اور دستخطیں ثبت ہیں۔ کوئی جائداد مملوکہ و مقبوضہ ذاتی ایسی نہیں چھوڑی جس کو آپ نے خالصتاً للہ بہ تحفظ حقوق اہلِ خاندان و متعلقین وقف نہ فرمایا ہو۔ وقف نامہ کے اہم مداتِ خرچ درجِ ذیل ہیں:۔ اخراجاتِ مسجد بنا کردہ خود و مصارف مدرسہ دینیہ عقائدِ سُنیہ۔ و امداد طلبہ۔ پرورش متعلقینِ خاندان و امداد بیوگان و تقسیم ادویہ بہ مریضان مساکین۔ نذرانہ حرمین الشریفین۔ فواتح بزرگان۔

افسوس ہے کہ ایسی باخیر شخصیت جو خیر الناس من ینفع الناس کی مجسم نمونہ تھی اور جس نے لیغنیھم عن الحاجۃ الی الناس لواسکن لحدہ کا اپنے محولہ وقف نامے میں بطور پیشین گوئی درج فرمادیا تھا، بتاریخ ۸ رشعبان المعظم ۱۳۰۰ھ اس دارِ فانی سے رحلت

فرما گئی اور بہ مقام بیرون فتح دروازہ خود کی بنا کردہ مسجد کے مقابل مقبرہ میں ہمیشہ کے لیے سکون کے ساتھ لحد شریفہ میں استراحت فرما ہوئی۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بہ عشق

ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

حسرت زدہ

عاصی پر معاصی ابوالخیر میر ذرین علی قادری ابراہیمی ابن حضرت مولوی میر حامد علی صاحب قبلہ مرحوم و مغفور

نبیرۂ حضرت ممدوح الشان رح



شجرۂ شریف (الف)

حضرت سید شریف صاحب قبلہ المعروف سید شاہ رسول نما قادری قدس سرہٗ

|

حضرت سید قاسم صاحب قبلہ

|

حضرت سید مزمل صاحب قبلہ

|

- سید حامد صاحب
- سید حاکم صاحب — ص ۱۶
- ننھی بی بی صاحبہ زوجہ غلام نبی حسنا — ص ۱۷ و ۱۸
- بی بی صاحب بی بی حسنا — لاولد فوت
- بی بی جان بی بی صاحبہ — لاولد فوت

سید حامد صاحب (سید احمد)

|

- سید رضا علی — ص ۱۳ تا ۱۵
- الفت بیگم زوجۂ حسین علی
- کریمہ بیگم — ص ۱۹ تا ۲۵
- جہاں بیگم از بطن مہا بیگم
  - مجو خانم
    - خواجہ میاں
- جہانگیر بیگم زوجۂ میر دلدار علی — شجرہ (ب) ص ۲۶ تا ۲۸

مختصر واقعات خاندان سید احمد جمعدار و سید رضا علی خان بہادر جمعدار شہید

سید رضا علی خاں بہادر جمعدار با لوازمہ ہاتھی، نشان، آفتاب گیری، ڈنکہ وغیرہ تھے ان کے بعض اعزاز عطیہ شاہی (آصفجاہی) اور بعض پائیگاہی عطیہ تھے۔ ان کے والد سید احمد صاحب (جنھیں بعض کاغذات قدیم میں "سید حامد" بھی لکھا گیا ہے) بھی جمعدار تھے اور سید رضا علی خاں صاحب کے مورث بہ ہمراہی نواب تیغ جنگ بہادر "برہان پور" سے "حیدرآباد فرخندہ بنیاد" آئے تھے۔ برہان پور میں بھی سید رضا علی صاحب کے مورث و مورثین کے خاندان پائیگاہ سے قریبی رشتے و تعلقات بھی تھے چنانچہ نواب ابوالخیر خاں بانی خاندان پائیگاہ کا مزار سید رضا علی صاحب کے جد اکبر حضرت سید شاہ رسول نما قادری کے پائین میں ہے جن کے نواب صاحب مرید تھے۔

واقعہ شہادت یا قتل جو بھی لکھا جائے وہ ۱۰ محرم کو واقعہ ہوا سنہ کی نسبت بعض کاغذات میں ۱۲۶۶ھ ہے اور بعض میں ۱۲۷۳ھ مگر صحیح تاریخ شہادت ۱۰ محرم ۱۲۷۳ھ ہی ہے۔ قاتل مسٹر جوکن ڈینیفا نیٹس کمانڈر افواج باقاعدہ پائیگاہ تھے جو "مسٹر جان" کے بیٹے تھے۔ مسٹر جان ۲ ۲ ۲ ان محلہ اندرون فتح دروازہ عقب ڈیوڑھی نواب سر وقار الامرا جو سید رضا علی صاحب کے مکان کے عین روبرو تھا واقع ہے۔ چنانچہ اس سڑک کا نام مسٹر جان کے نام سے موسوم ہے اور شہادت مسٹر جان کے مکان میں واقع ہوئی جبکہ حضرت سید رضا علی صاحب خان بہادر مع اپنے فرزندان سید محمود علی صاحب سید نصرت علی صاحب و خواہر زادہ حضرت میر قربان علی صاحب تعلقدار پائیگاہ و بہنوئی خود حضرت سید قدرت اللہ صاحب

تعلقدار پائیگاہ کے ساتھ مسٹر جان کے مکان کے کمپونڈ میں بیٹھے ہوے تھے اور مسٹر جوکن کے منتظر تھے تا کہ جھگڑے کا ابھی تصفیہ کر دیں مگر مسٹر جوکن نے مکان کے عقبی حصے سے ایک دستہ سواروں کا مکان کی چھت پر چڑھا کر اور وہاں سے بندوقوں کا فیر کر کے ان تمام کو قتل کر دیا مذکورۂ بالا پانچوں اسم کے سوا مزید سوار بارگیر وغیرہ جو کہ بہ ہمراہی شہدائے بالا تھے وہ بھی شہید کر دیئے گئے۔

سید رضا علی خاں بہادر کی بی بی حضرتہ "مالن بیگم صاحبہ" دختر نواب لطیف الدین خاں صاحب جاگیردار تھیں جو نواب رشید الدین خاں بہادر "وقار الامراء اول" کے حقیقی ماموں تھے اس قرابتِ قریبہ و قدیم تعلقات خاندانی کے باعث اس شہادت کا واقعہ سن کر خود نواب رشید الدین خاں بہادر بہ نفس نفیس فوری عبداللہ بن علی جمعدار کی جمعیت کے ہمراہ سید رضا علی صاحب شہید کے مکان پر رونق افروز ہوے اور فوری مسٹر جوکن کے مکان کا تمام سامان ضبط کرنے حکم صادر فرمائے اور اس وقت قاتل کے کل خاندان کو مع ہمراہیوں کے برطرفی کا حکم بھی صادر فرمایا نواب رشید الدین خاں بہادر مسٹر جوکن اور اس کے ساتھیوں کو اس جرم کی پاداش میں قتل کرنا چاہتے تھے اور اس نیت سے عبداللہ بن علی جمعدار کی جمعیت کے ساتھ موقعہ واردات پر تشریف لائے لیکن جب نواب مختار الملک بہادر کو اس امر کی اطلاع ہوئی تو وہ فوری نواب صاحب قبلہ معز کی تفہیم کے لیے بہ ذاتِ خود نواب صاحب کی ڈیوڑھی پر تشریف لائے اور نواب شمس الامراء بہادر والد ماجد حضرت نواب رشید الدین خاں بہادر بھی مکان پر رونق افروز ہوے۔ غرض نازک حالات کے مدِ نظر اتمام و تفہیم سے یہ واقعہ یہیں ختم ہو گیا۔ اس واقعہ کے بعد سید رضا علی صاحب کی بیوہ یعنی (مالن بیگم صاحبہ) کو مع اُن کے تین صاحبزادیوں اور ایک فرزند شیر خوار سید جہانگیر علی کو

نواب رشیدالدین خاں بہادر نے اپنے ہمراہ اپنے محل لایا اور مکان کا کل اثاثہ جو مسٹر جوکس کی لوٹ کے بعد بچ گیا تھا اس کو بہ ضبطِ فہرست پائیگاہ میں بالمواجہ فیض محمد خاں وکیل داخل کرنے کا حکم صادر فرمایا گیا اور سید رضا علی صاحب کی صاحبزادی "تاج النساء بیگم" صاحبہ کی شادی نواب حمزہ علی خاں جاگیردار خلف نواب انصار جنگ محمد مقیم سے نواب صاحب کے محل ہی میں ہوئی اور سید رضا علی صاحب کے فرزند جہانگیر علی صاحب کی پرورش حضرت شہزادی عصمت النساء بیگم صاحبہ قبلہ یعنی محل نواب رشیدالدین خاں بہادر نے خود اپنی نگرانی میں کی اور سید جہانگیر علی صاحب فرزند رضا علی صاحب شہید نواب وقارالامراء ثانی کے ساتھ پرورش پاتے رہے۔

سید محمود علی صاحب شہید فرزندِ کلاں حضرت سید رضا علی صاحب شہید بھی اپنے والد کے ہمراہ قتل کر دیئے گئے۔ ان کو دیوانی سے مبلغ (۱۰۰) روپے ماہوار منصب تھا اور ان کی شادی محل حضور پُرنور میں ہوئی چنانچہ برات دیکھنے کے لیے بہ ذاتِ خود حضور پُرنور نواب ناصرالدولہ بہادر پنج محلہ پر برآمد ہوئے پنج محلہ مبارک محض شہزادیوں کی شادی کے مواقع اور خاص اہم شاہی تقاریب میں کھلا کرتا تھا دُلہا کو ایک عدد سر پیچ اور ایک عدد ہار جواہر دار اور ایک عدد تلوار زرین جواہر دار سے سرفراز فرمایا گیا۔ اُس زمانے کی منصب داروں کی فہرست میں میر محمود علی صاحب کا نام موجود ہے اور یہ عطار شاہی کی بھی تفصیل موجود ہے۔

بتاریخ ۱۰ محرم الحرام ۱۲۷۳ھ سید محمود صاحب شادی کے ایک سال بعد اپنے والد کے ہمراہ شہید ہوئے ان کی شادی ماہ ذی الحجہ ۱۲۷۲ھ میں ہوئی تھی اس زمانے کی فہرست عطار شاہی سے ان کی شادی کی تاریخ کی توثیق ہوتی ہے۔ سید محمود علی شہید کی شادی حضرت

نواب ناصر الدولہ بہادر کی چھیتی محل اللہ رکھی بیگم صاحبہ کی بھتیجی بخشی بیگم صاحبہ سے ہوئی تھی بخشی بیگم صاحبہ کے آباد اجداد محلہ مغل پورہ کے رہنے والے تھے۔

حضرت سید رضا علی خاں بہادر شہید کو خطاب جنگی و دولہ و جاگیر ۱۲۷۳ھ کے دربار نوروز میں سرفراز ہونے والا تھا۔ مگر چونکہ وہ دربار نوروز سے قبل ہی ۷ محرم ۱۲۷۳ھ کو شہید ہو گئے تھے جس کے باعث ان خطابات وغیرہ کی سرفرازی کی کارروائی بہ حکم حضور پُرنور داخل دفتر کردی گئی ان کے لیئے بہادر دل جنگ اور دلاور دل جنگ کا خطاب منتخب ہوا تھا اور جاگیرات کے اسناد مرتب کرنے راجہ شیوراج بہادر کے ہاں حکم شاہی بھی اجرا ہو چکا تھا۔

حضرت رضا علی خاں صاحب کو خطاب خان بہادری ۱۲۵۴ھ میں عطا ہونے کا پتہ چلتا ہے۔ چنانچہ ان کی مہر میں اس کا داخلہ موجود ہے۔ سید رضا علی صاحب کی شہادت کے اسباب کا پتہ کاغذات سے بخوبی یہ پایا جاتا ہے کہ ان میں اور مسٹر جوکن دمسٹر بان میں عرصہ دراز سے سخت دشمنی تھی یہ شہادت ایک اندرونی اہم سازش کے نتیجے میں رونما ہوئی نیز کاغذات سے سازش کا سبب ایک یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ سید رضا علی صاحب اعلیٰ اعزاز سے سرفراز تھے اور دربار پائیگاہ کے علاوہ دربار حضور پُرنور میں بھی باریابی کی عزت حاصل تھی یہی وہ حالات و واقعات ہیں کہ جو سید رضا علی صاحب کی شہادت کے باعث بنے فقط

حاصل کردہ از دفتر دیوانی۔ ملکی و مال وغیرہ حکومت آندھرا پردیش

سید صابر علی ہاشمی

نسب نامہ سید حامد صاحب فرزند سید مزمل صاحب

سید رضا علی خاں بہادر (شہید)

از بطن عالم النساء بیگم دختر لطیف الدین خاں جاگیردار

میر محمود علی شہید

سید نصرت علی شہید

سید جہانگیر علی

تاج النساء بیگم زوجہ میر حمزہ علی خاں جاگیردار خلف افضل جنگ محتشم
صـ ۲۵

محضہ بیگم
لاولد فوت

فیض النساء بیگم عرف الہی بیگم زوجہ میر وجیہہ الدین
صـ ۲۳

زوجۂ اول عزیز النساء بیگم دختر وزیر علی خاں پنج بھیا

زوجۂ دوم ہلال النساء بیگم
لاولد فوت

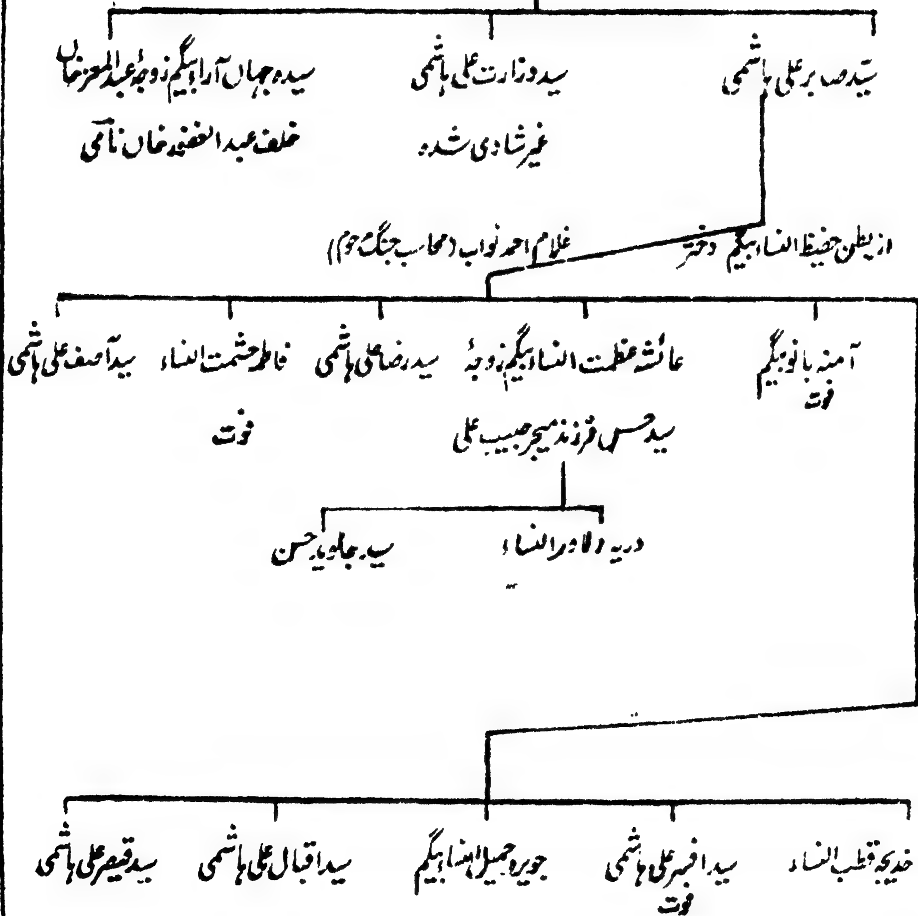
زوجۂ سوم مختار النساء بیگم
لاولد فوت

سید مزمل حسین
صـ ۱۴

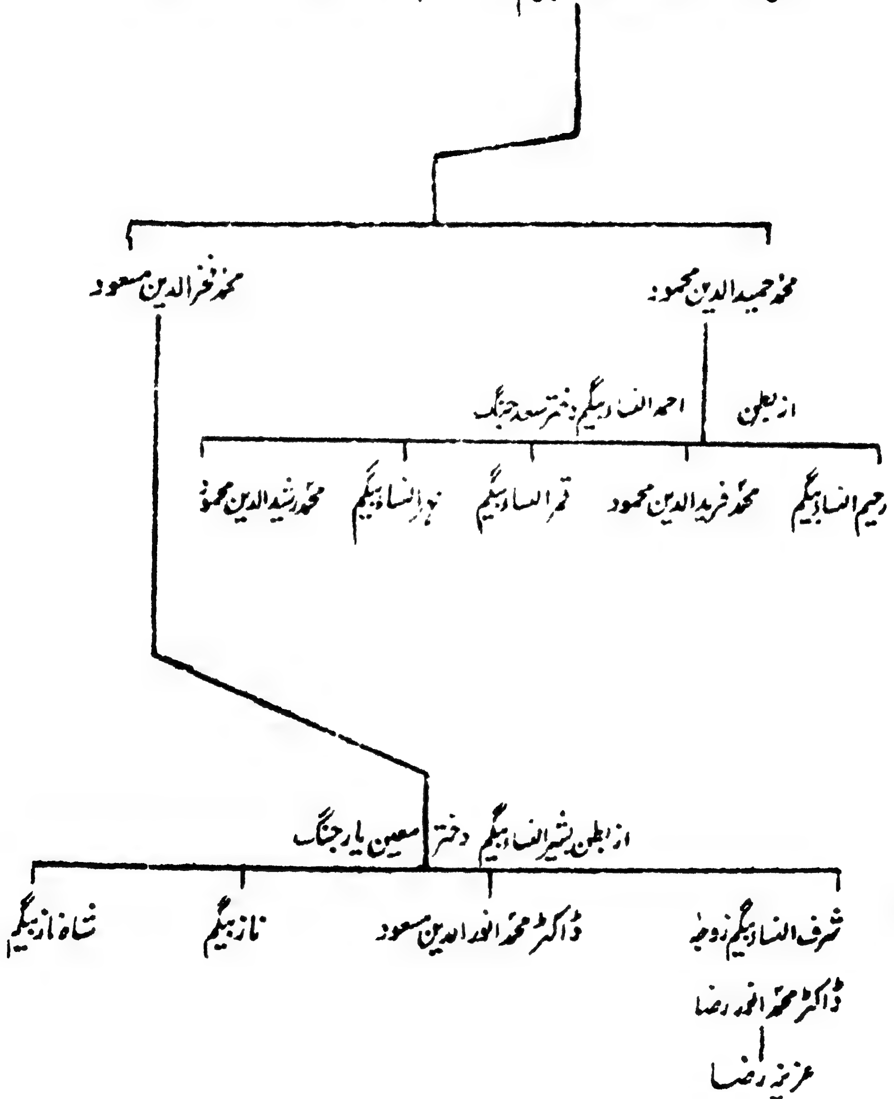
لطیف النساء بیگم زوجۂ غوث محی الدین حسن
صـ ۱۵

نسب نامہ سید مزمل حسین صاحب فرزند سید جہانگیر علی صاحب[۱۳]

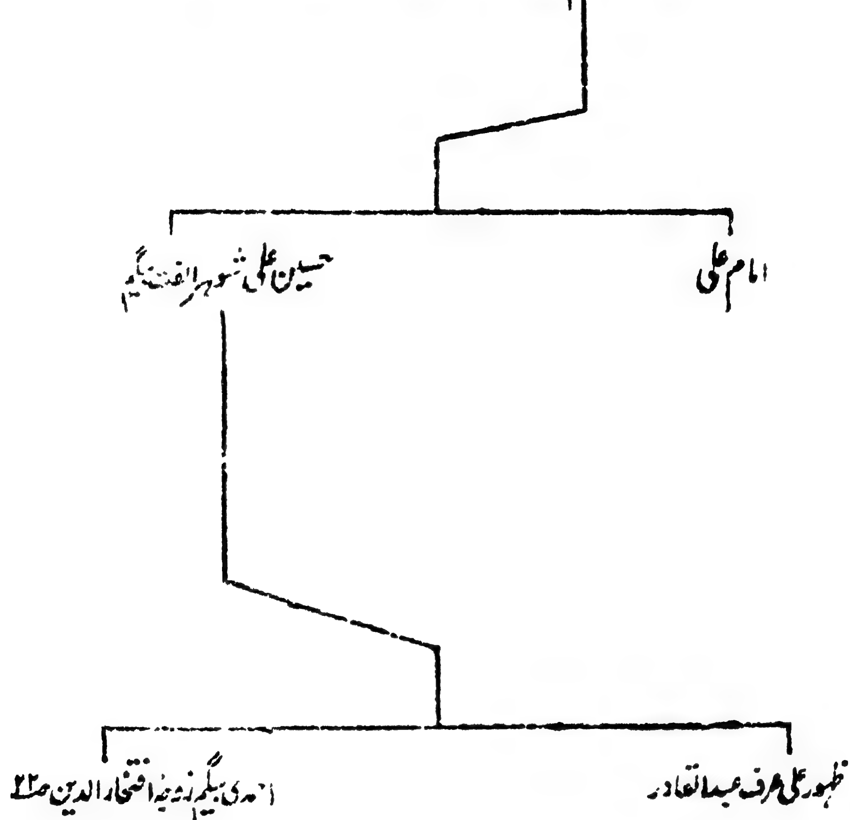
از بطن محبوب بیگم دختر ارادت علی خاں



نسب نامہ لطیف النساء بیگم صاحبہ دختر نواب جہانگیر علی صاحب زوجہ غوث محی الدین حسن صاحب



نسب نامہ سید حاکم صاحب فرزند سید مزمل صاحب ۸



سلسلہ نسب نامہ ننھی بی صاحبہ زوجہ غلام نبی صاحب دختر سید مرتضیٰ صاحب ۸

امیر بیگم
نور جہاں بیگم

سید قدرت اللہ (شہید)
ص ۹

غلام علی

محمدی بیگم
لاولد فوت

آں جہانی بیگم زوجہ میر قربان علی ص ۱۸

مکارم علی

سید فضل
نعمی بیگم

سید جہان علی
سید خان علی
محبوب بیگم

فاطمہ بیگم زوجہ امیر الدین

حسین بی
داد صاحب

میر قربان علی (شہید) ص ۱۲۹
شوہر آنجہانی بیگم

لطیف علی عرف چاند میاں

فضل الدین
افضل الدین شوہر کریم النسا بیگم
دختر سرفراز علی ص ۲۳

محبوب بیگم
امنۃ النساء بیگم زوجہ یوسف محمد خاں

سلطانی بیگم

محمد رکن الدین
محمد ارشد الدین

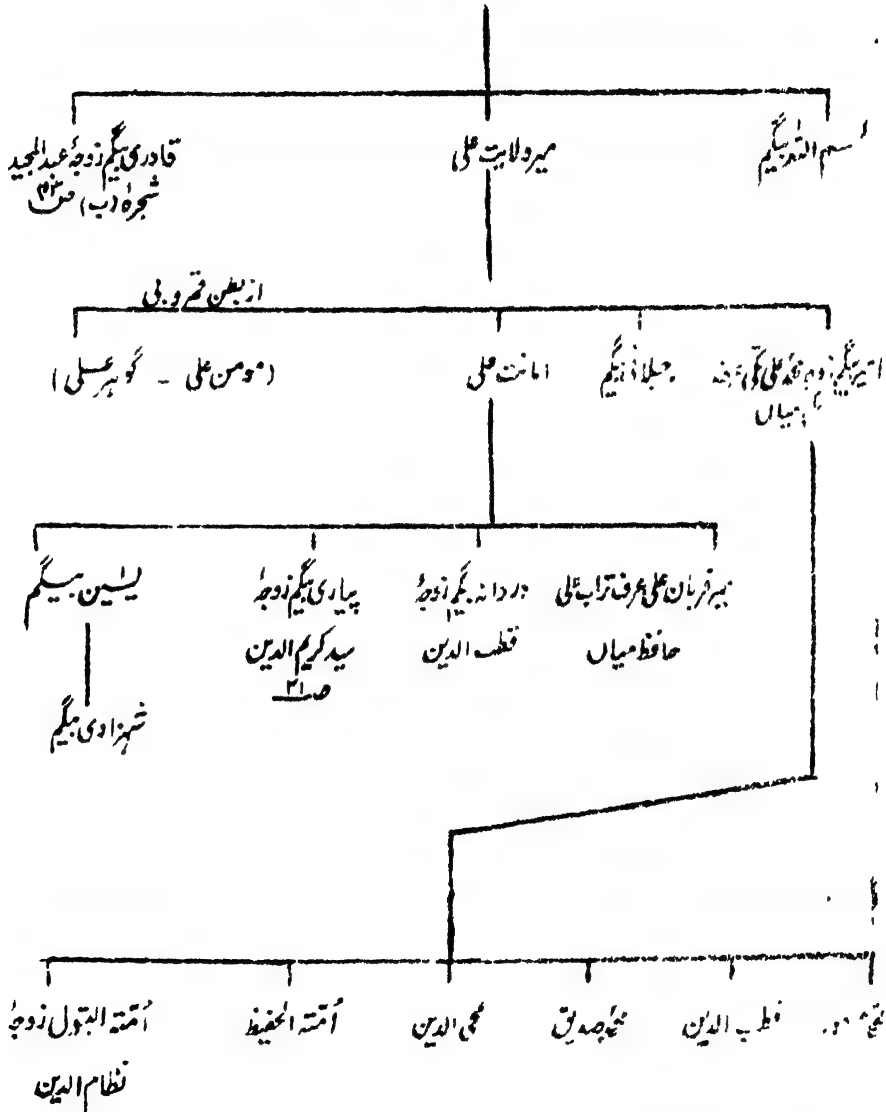
محمد جلال الدین
صفیہ سلطانہ
ذکیہ سلطانہ

لیاقت النساء بیگم مرحومہ

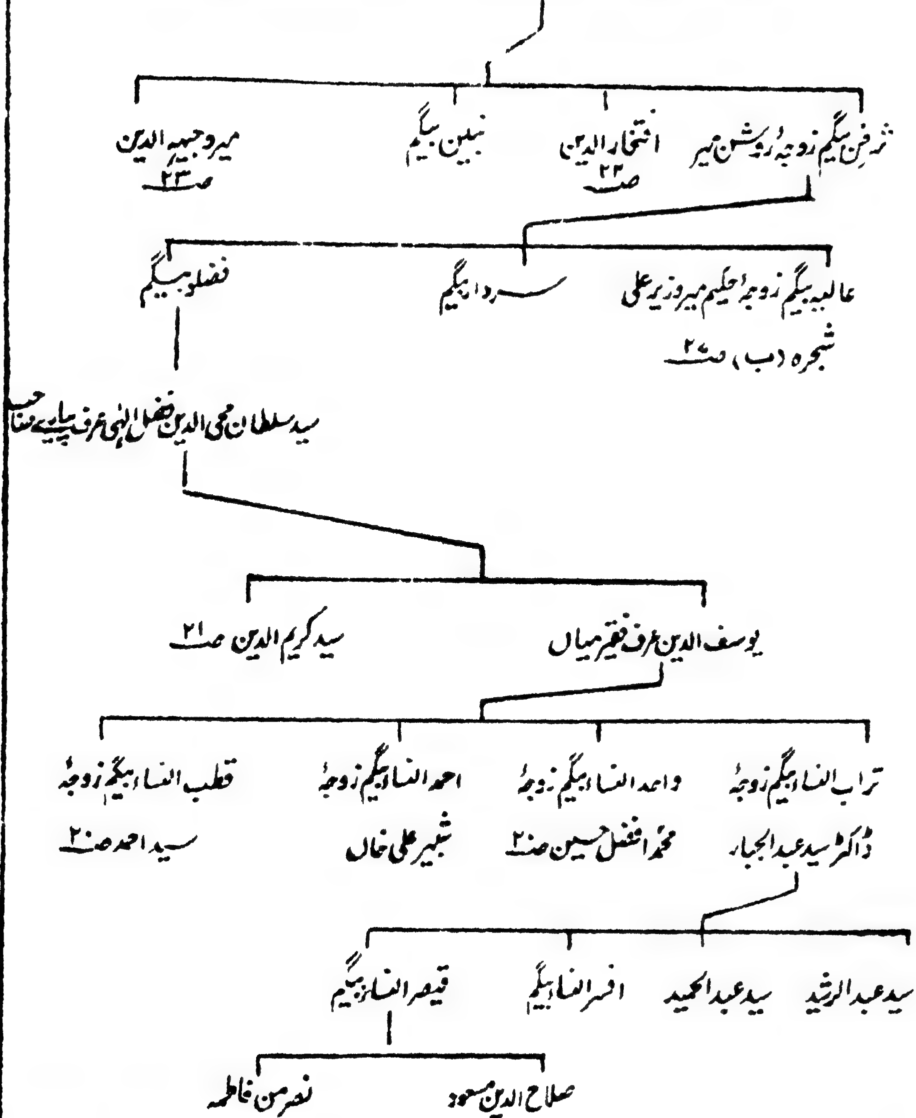
سلطانی بیگم زوجہ میر شجاعت علی

میر ممتاز علی
میر لیاقت علی
میر نوازش علی
میر محمد علی
میر لائق علی
میر عثمان علی
میر آصف علی
جمیلہ سلطانہ

سلسلۂ نسب نامہ میر قربان علی صاحب شہید شوہر آنجہانی بیگم صاحبہ



سلسلہ نسب نامہ رحیمہ بیگم صاحبہ دختر سید حامد صاحب ص ۵



سلسلۂ نسب نامۂ واحد النساء بیگم صاحبہ زوجۂ محمد افضل حسین صاحب دختر یوسف الدین صاحب ص ۱۹

اختر النساء بیگم، سردار النساء بیگم، امجد حسین، بیدار النساء بیگم، وحید النساء بیگم، اصغر النساء بیگم، محمد محمود حسین، محمد عزیز حسین

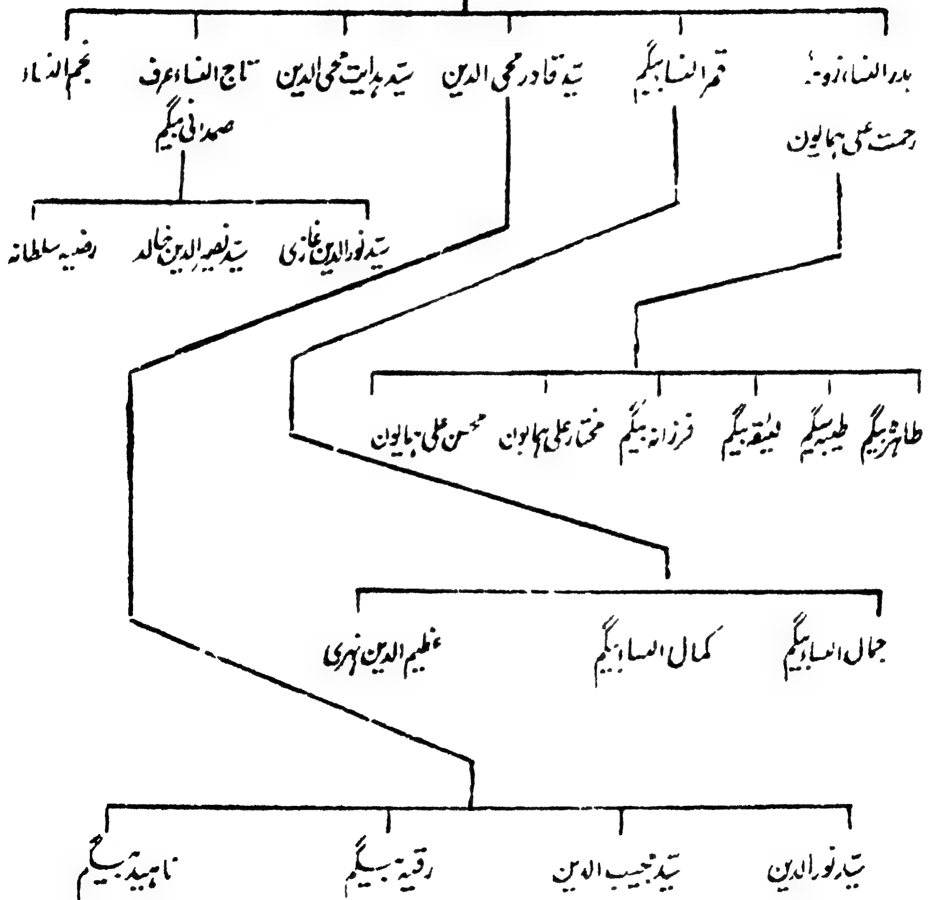
(اختر النساء بیگم): اظہر ساجد، رئیس ساجد

قطب النساء بیگم زوجۂ سید احمد صاحب دختر یوسف الدین صاحب ص ۱۹

سید محمد قادر، سید محمد صالح، سید محمد مرتضیٰ، سید علی اطہر، سید محمد مظہر، سید محمد اکرم

سلسلہ نسب نامہ سید کریم الدین صاحب فرزند سلطان محی الدین ص۱۹

از بطن پیاری بیگم دختر امانت علی صاحب ص۱۸



سلسلۂ نسب نامہ افتخار الدین صاحب فرزند کریمہ بیگم صاحبہ دختر سید حامد صاحب ص ۸

از بطن احمدی بیگم دختر حسین علی ص ۱۶

سردار علی

سرفراز علی

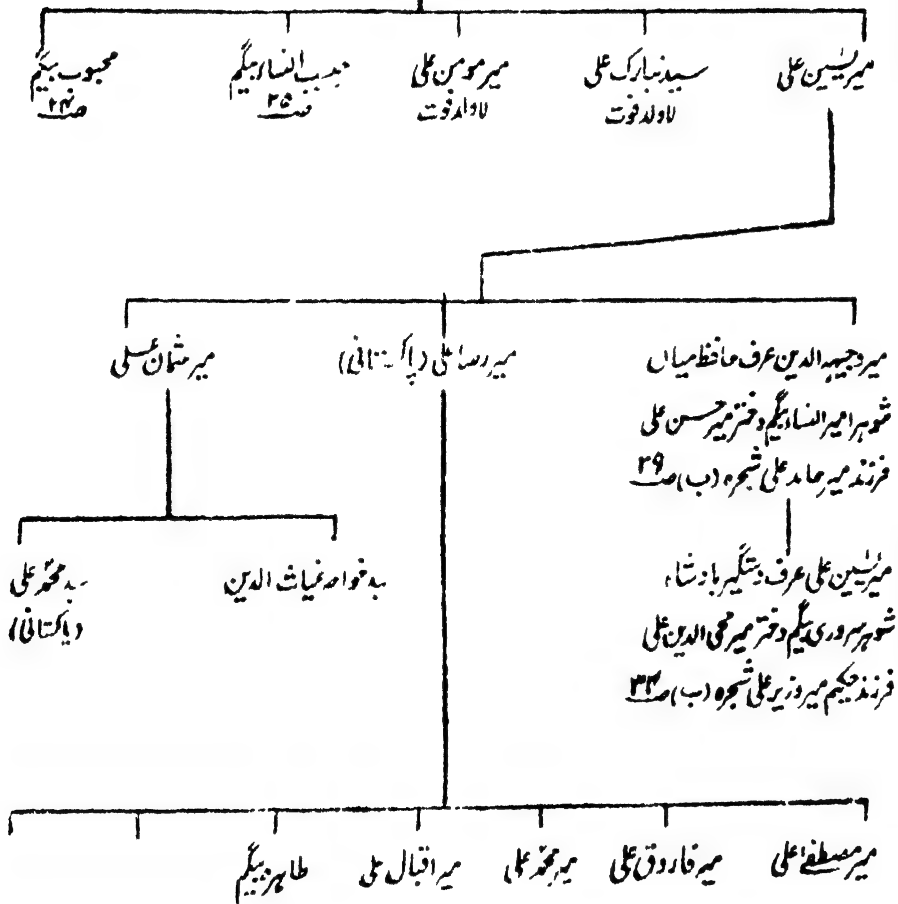
از بطن محبوب بیگم

لطیف النساء بیگم عرف بڑی بیگم
لاولد

کریم النساء بیگم عرف چھوٹی بیگم زوجۂ
افضل الدین ص ۱۷

سلسلۂ نسب نامہ میر وجیہہ الدین صاحب فرزند کریم بیگم صاحبہ دختر سید حامد صاحب ص ۸

از بطن فیض النساء بیگم عرف الہی بیگم دختر میر رضا علی خاں بہادر شہید ص ۱۳



سلسلۂ نسب نامہ محبوب بیگم صاحبہ زوجہ ابوالحسن سید عبداللہ صاحب دختر میر وجیہ الدین صاحب ص ۲۳

- سید عبدالرحیم جعفری
  - سید عبدالقیوم جعفری
  - سید غلام احمد جعفری
  - سید عبدالقادر جعفری
  - سید عبدالحکیم جعفری
  - عزیز فاطمہ
- سید عبدالرشید جعفری
  - سید عبدالوحید جعفری
  - سید عبدالمجید جعفری
  - محتشم النساء بیگم
  - فیض النساء بیگم
- سید عبدالرزاق جعفری
- سید عبدالوکیل جعفری
- حسینی بیگم زوجۂ ابوالزاہد سید عیسی حسینی

نسب نامہ محمد عوض

- محمد مقیم المخاطب خان بہادر انصار جنگ
  - خواجہ حمزہ علی خاں
    - از بطن تاج النسا بیگم دختر میر رضا علی خاں بہادر شہید ص ۱۳
      - خواجہ دلاور علی خاں
        - زوجہ اول حبیب النسا بیگم دختر میر وجیہہ الدین ص ۲۳
          - محمد مقیم عرف مولوی نواب — لاولد فوت
          - مبارک بیگم
            - بادشاہ بیگم
              - اقبال علی
              - میاں جانی
            - نصرت بیگم
              - فضل اللہ
              - ریحانہ بیگم
              - فرزانہ بیگم
        - از بطن فیض بیگم زوجۂ دوم
          - خواجہ قائد علی خاں
            - خواجہ انصار علی
            - خواجہ رفیق محمد انصاری
            - قمر جہاں بیگم
            - غوث النسا بیگم
          - خواجہ فرید الدین خاں
            - خواجہ نصیر الدین خاں
            - خواجہ [illegible]
            - حبیب النسا بیگم
            - فیض النسا بیگم
            - تاج النسا بیگم
          - جمال النسا بیگم
  - آمنہ بی بی
  - وزیرہ بی بی
- محمد عظیم — لاولد فوت

شجرہ شریف (ب)

حضرت سید عبد اللطیف صاحب قبلہ رح

حضرت سید فضل علی صاحب قبلہ

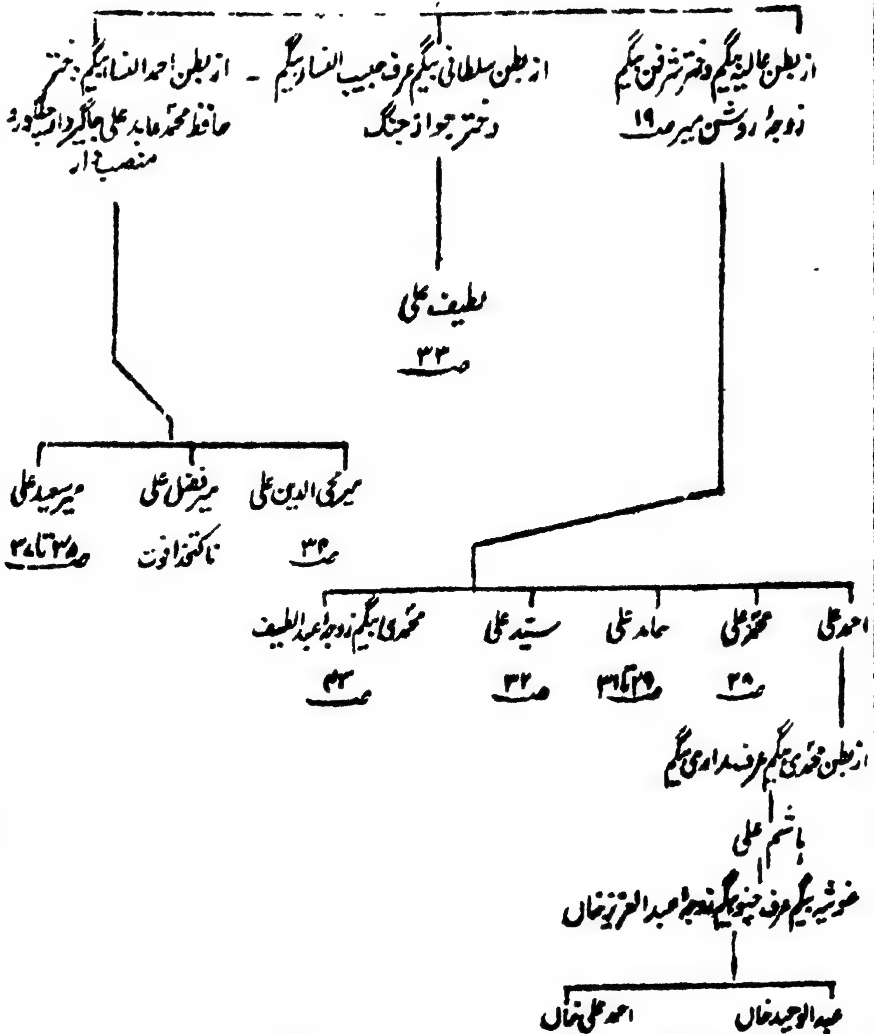
حضرت میر دلدار علی صاحب قبلہ

از بطن جہانگیر بیگم صاحبہ دختر سید حامد صاحب قبلہ شجرہ الف صـ ۸

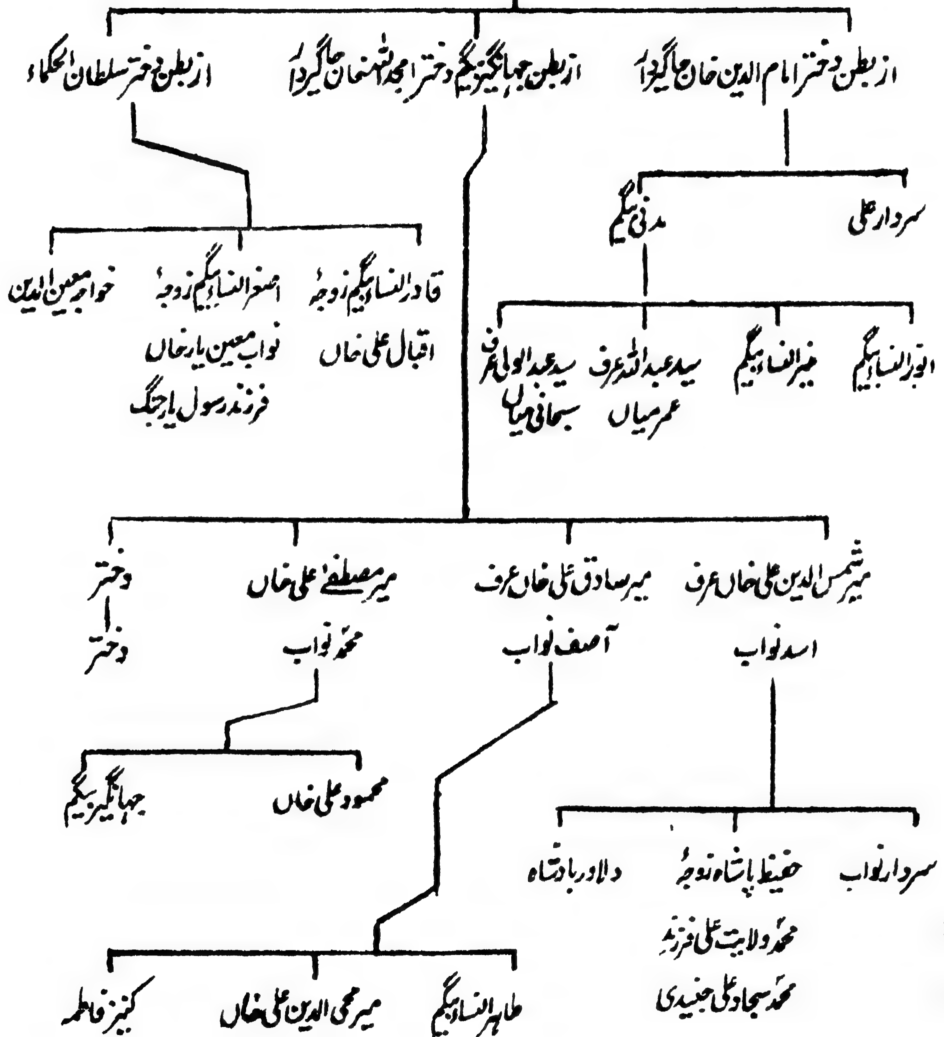
حضرت حکیم میر وزیر علی صاحب قبلہ
صـ ۲۰ تا ۲۷

حضرت میر عبد المجید صاحب قبلہ
صـ ۳۸ تا ۴۸

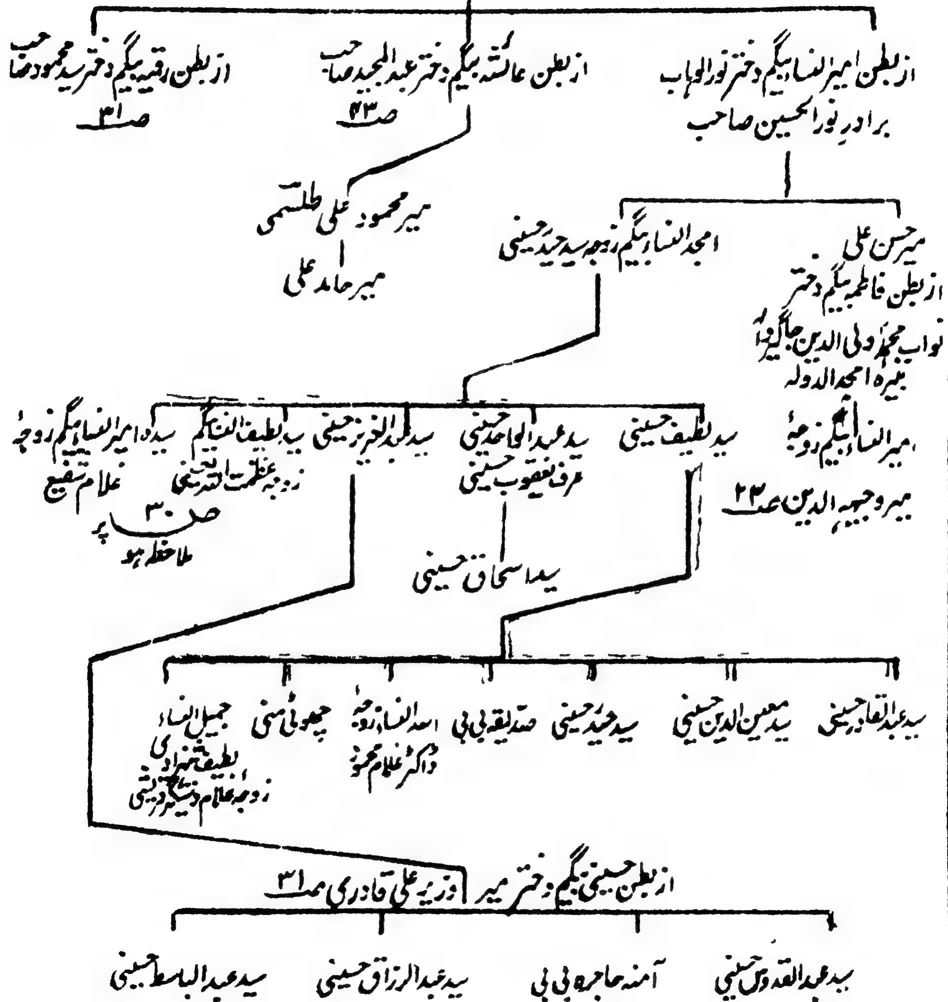
نسب نامہ حکیم میر وزیر علی صاحب فرزند میر دلدار علی صاحب ص ۲۶



نسب نامہ محمد علی صاحب فرزند حکیم میر وزیر علی صاحب[٢٧]



نسب نامہ میر حامد علی صاحب فرزند حکیم میر وزیر علی صاحب۲



(بسلسلۂ ص ۲۹)

سیدہ لطیف النساء بیگم زوجہ عظمت اللہ حسینی صاحب

سیدہ امیر النساء بیگم زوجہ غلام محمد شفیع خاں

دختران امجد النساء بیگم زوجہ سید حیدر حسینی صاحب

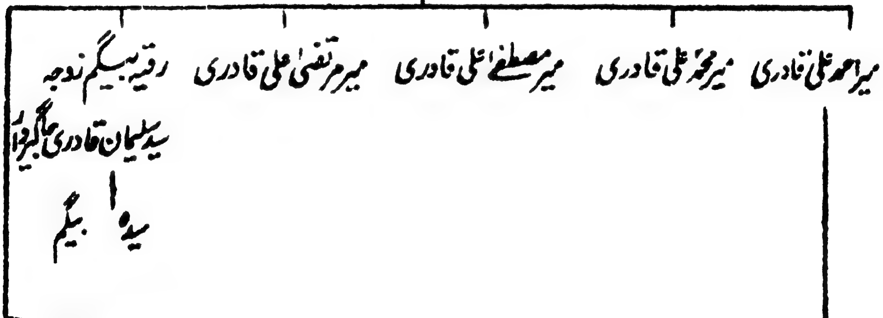
سید رحمت اللہ حسینی — سید حکمت اللہ حسینی — سید نعمت اللہ حسینی — احمد النساء بیگم زوجہ ڈاکٹر درویش محی الدین

غلام محمود — غلام قاسم — غلام طاہر — غلام اکبر — وقار النساء بیگم

نسب نامہ میر حامد علی صاحب فرزند حکیم میر وزیر علی صاحب ص ۲۰

از بطن رقیہ بیگم صاحبہ

میر وزیر علی قادری ابراہیمی



حسینی بیگم زوجہ
حکیم عبد العزیز حسینی
ص ۲۹

عائشہ بیگم زوجہ
سید سجاد علی صوفی

سید محی الدین قادری

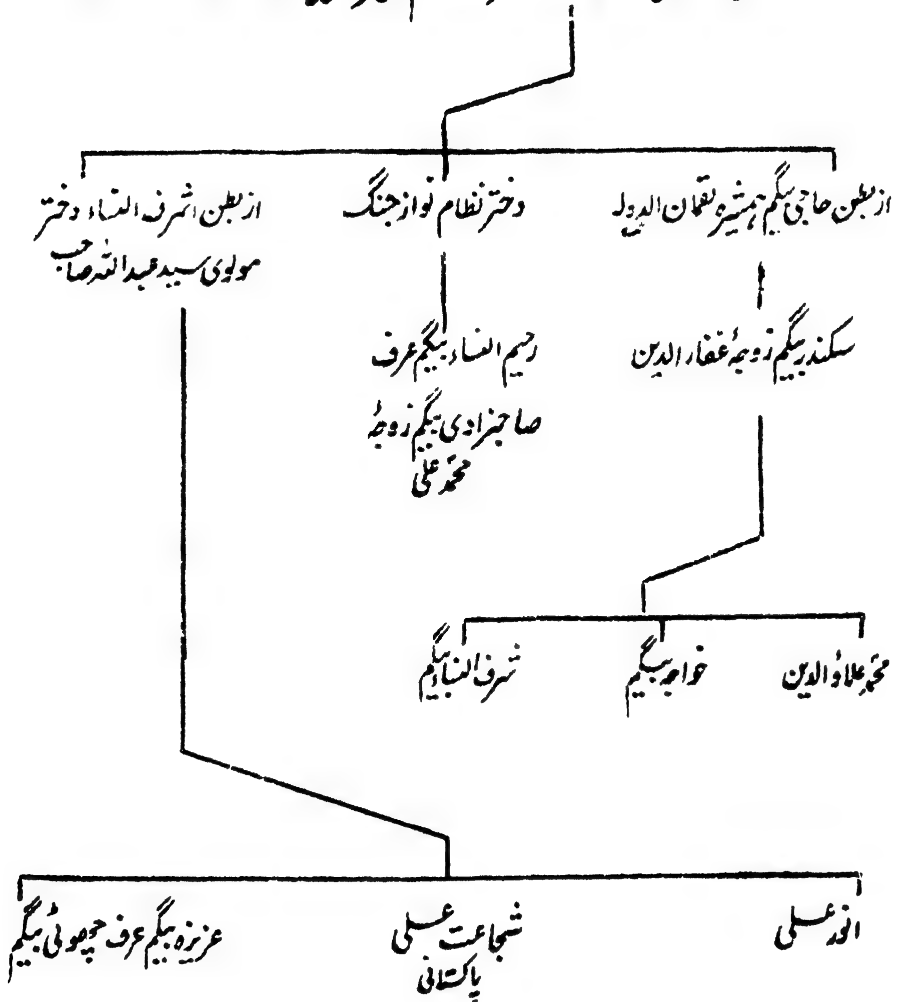
میر معین الدین قادری

میر شمس الدین قادری

میر حامد علی قادری

انور النساء بیگم

نسب نامہ سید علی صاحب فرزند حکیم میر وزیر علی صاحب [۲۷]



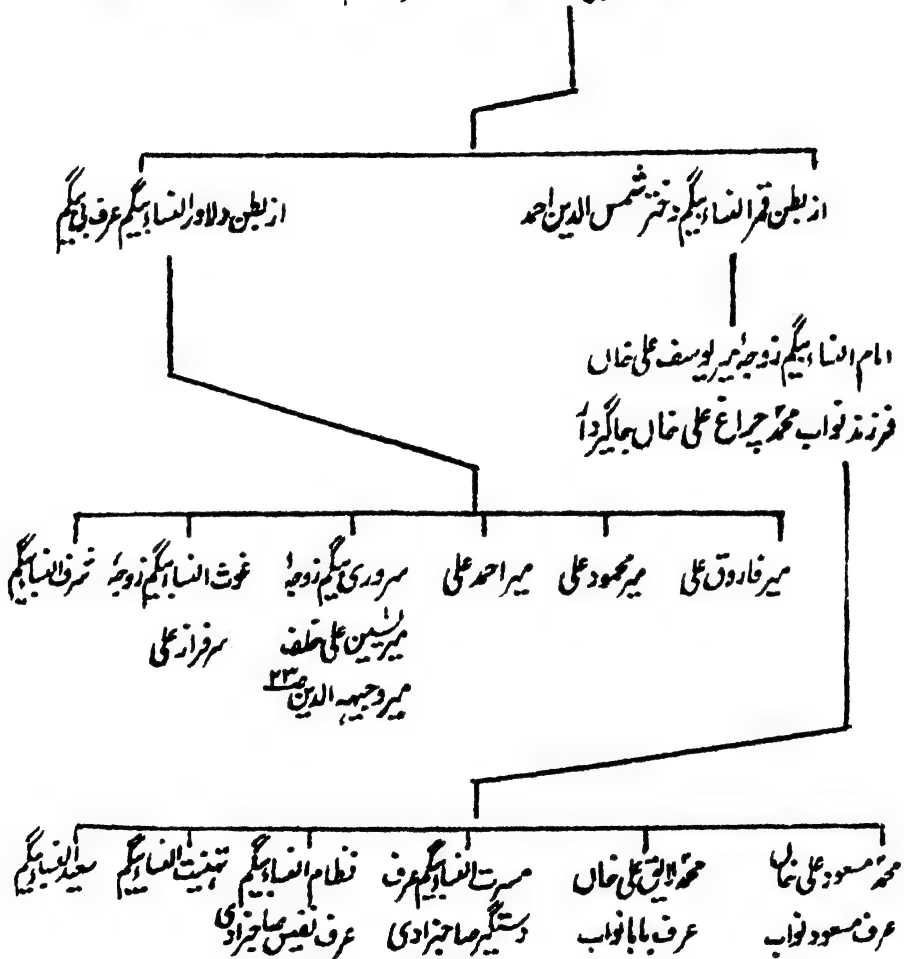
نسب نامہ میر لطیف علی صاحب فرزند حکیم میر وزیر علی صاحب[۲۷]

از بطن حبیب النساء بیگم عرف سلطانی بیگم دختر چراغ جنگ

کریم النساء بیگم زوجہ نواب محی الدولہ

نواز یار خاں — مسعود یار خاں — سعید یار خاں — سکندر یار خاں

نسب نامہ میر محی الدین علی صاحب فرزند حکیم میر وزیر علی صاحب



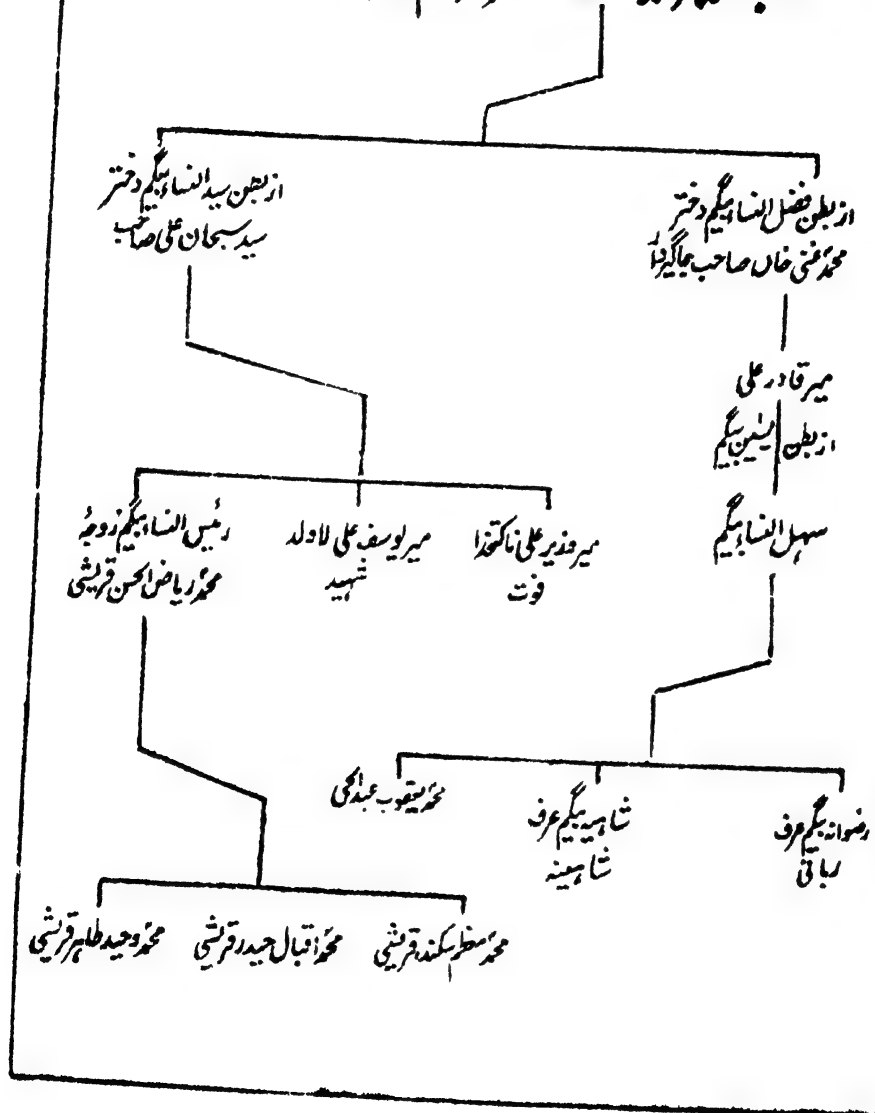
حضرت مولوی میر سعید علی صاحب قبلہ

حضرت حکیم میر وزیر علی صاحب مغفور کے محل سوم مسماۃ احمد النساء بیگم صاحبہ دختر حضرت
مولوی حافظ محمد عابد علی صاحب جاگیردار چلکور و منصب دار کے بطن سے ماہ محرم ۱۳۰۸ھ کو تولد
ہوئے۔ آپ کے برادر بزرگ کا نام میر محی الدین علی صاحب اور منجھلے برادر کا نام حضرت میر
فضل علی تھا جو ناکتخدا انتقال کر گئے۔ حضرت کی عمر شریف ۶ یا ۸ ماہ کی ہی تھی کہ والد بزرگوار کا سایہ
سر سے اُٹھ گیا اور مادرِ مہربان کے آغوش میں بہ نگرانی نانا صاحب قبلہ پرورش ہوئی عربی فارسی
جو اس زمانے کے مروجہ علوم تھے دست رس حاصل کرنے کے بعد جب سن شعور کو پہنچے تو اپنی ذاتی
خداداد صلاحیتوں اور محنت سے امتحان جوڈیشل ڈپارٹمنٹ ۱۲ ر شہریور ۱۳۳۱ف میں اور بعد
ازیں وکالت درجہ دوم ۱۳۳۲ف میں کامیابی حاصل فرمائی جب تلاش معاش کی ضرورت محسوس ہوئی
تو اپنے آبائی حقوق کے مدنظر پائیگاہ سر وقار الامرائی میں موجود الخدمت تحصیلدار مقرر ہوئے جہاں
سے آپ کو پہلے سے ہی بہ زمرۂ امتیازات منصب ملا کرتی تھی ایک عرصہ تک وہاں کارگزار رہنے
کے بعد بھی کوئی مستقل سلسلۂ ملازمت ہمدست نہ ہونے کی وجہ اسٹیٹ نواب فخر الملک بہادر
میں ۲۹ ر تیر ۱۳۳۲ف کو آپ کا ابتدائی تقرر خدمت منصفی تعلقہ سرسالہ پر (ما ۱۰۰/ ۱۱) عمل میں
آیا۔ یک صد روپے ماہوار ۱۶ ر دی ۱۳۳۵ف تک پاتے رہے نواب صاحب مرحوم و مغفور نے آپ
کی حسن کارگزاری محنت اور دیانت سے متاثر ہو کر اس عہدہ کی پوری یافت بوقت واحد یعنی
(۵۰) کا اضافہ منظور فرمایا اس طرح آپ کی یافت (ماھہ ۱۵۰) قرار پائی یکم اسفندار ۱۳۴۷ف کو
منصرم ناظم ضلع مقرر ہو کر یکم خورداد ۱۳۴۸ف کو قائم مقام قرار دیئے گئے اور یافت ۲۰۰ معہ ...

ہوئی ۱۴؍ اسفندار ۱۳۵۱ف اس خدمت پر آپ کا استقلال عمل میں آیا زمانہ کارگزاری میں
حین تنقیح جن عہدہ داروں نے آپ کے کام کو سراہا مشتے از خروارے کا اقتباس درج ذیل ہے۔
۳؍ بہمن ۱۳۳۴ف عالیجناب مولوی سید حیات الحسن رضوی ناظم بیڑ ارقام فرماتے ہیں
"مجوزہ فیصلہ جات مرافعتہ میں نے دیکھے ہیں آپ جس محبت سے لکھتے ہیں" "اس کے متعلق
اظہار خوشنودی کیا جاتا ہے۔"
۱۶؍ فروردی ۱۳۳۵ف حاکم ضلع عالیجناب مولوی مرزا محمد بہادر صاحب ارقام فرماتے ہیں
"مجموعی حیثیت سے حاکم کی کارگزاری کو عدالت ضلع پسندیدہ نظر سے دیکھتی ہے۔"
۲۹؍ خورداد ۱۳۳۷ف عالیجناب مولوی سید احمد حسین صاحب ناظم عدالت ضلع بیدر تحریر فرماتے ہیں۔
"منصف صاحب کو عدالتی کام سے دلچسپی ہے اور فیصلے اچھے ہیں من حیثیت المجموع دفتر کی حالت بھی اچھی تھی۔"
۳۱؍ فروردی ۱۳۴۱ف عالیجناب الحاج نواب غازی یار جنگ بہادر جبکہ صاحب معزز ناظم عدالت صوبہ
ورنگل تھے اپنی تنقیح پٹی میں ارقام فرماتے ہیں۔
"منصف صاحب عدالت مولوی میر سعید علی سمجھ دار لایق شخص ہیں ان کی" کسی قسم کی شکایت
میرے سامنے نہیں آئی رعایا ان سے مطمئن معلوم ہوتی ہے۔"
مذکرہ آراء کی روشنی میں حضرت کی قانونی قابلیت محنت اور دیانت آشکارہ ہوتی ہے آپ
اپنے لائق اطاعت گزار نوجوان فرزند کے واقعہ شہادت کے بعد از خود درخواست وظیفہ دے کر ۲۹؍
دی ۱۳۵۸ف سے وظیفہ حسن خدمت مبلغ (۱۱۱) روپے پر سبکدوش ہو کر صوم و صلوٰۃ کی پابندی
کے ساتھ گوشہ نشینی کی زندگی اپنے آبائی مکان عقب تعلیم ملّرپٹی میں گزار رہے ہیں فقط

محمد معظم سکندر قریشی نبسہ حضرت ممدوح

نسب نامہ میر سعید علی صاحب فرزند حکیم میر وزیر علی صاحب ۲



الحاج حضرت مولوی میر عبدالمجید صاحب مرحوم

پیدائش ۱۲۵۲ھ ہوئی۔ رحلت ۱۴ رجب ۱۳۲۴ھ عمر تقریباً ۷۲ سال۔ مولد و مدفن حیدرآباد دکن
آپ نجیب الطرفین سادات حسینی سے تھے۔ آپ کا ددیالی سلسلہ جد امجد حضرت سید عبداللطیف صاحبؒ
سے ہوتا ہوا اور ننیالی سلسلہ حضرت سید شریف رسول نما قدس سرہ سے مل کر حضرت ابو جعفر سیدنا امام
محمد تقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جا ملتا ہے۔ ان دونوں سلاسل کی تصدیق تاریخ برہان پور سے ہوتی
ہے ننیالی سلسلہ سے متعلق صفحہ ۱۴۸ پر حسب صراحت ذیل اندراج ہے:۔

"حضرت سید شریف رسول نما قدس سرہٗ اولیائے کاملین سے تھے۔ خلفاء و مریدین کو
عالم مراقبہ یا خواب میں مجلس مبارک حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم میں داخل کیا
کرتے تھے۔ مزار شریف ان کا برہان پور میں ہے۔ تعلقہ اکولہ صوبہ برار سے یومیہ درگاہ اور
خرچ ورثاء وصول ہوتا تھا۔ میر باقر علی صاحب وصول کرتے تھے ان کی خالہ صاحبہ
زوجہ میر عبدالقادر صاحب مرحوم کے عین حیات تک وصول ہوتا رہا۔ حکیم میر وزیر علی
صاحب مغفور اور مولوی میر عبدالمجید صاحب مہتمم اعراس بزرگان سلمہ الرحمٰن اور
میر قادر علی صاحب عرف اسمٰعیل میاں وغیرہ حضرت مرحوم کے ورثاء کو اس رقم میں سے
بھیجا کرتے تھے۔"

حضرت عبداللطیف صاحبؒ پرگنہ سودہ ضلع خاندیس کے قاضی تھے جن کے نام بھی یومیہ کی سند
تھی۔ یہ یومیہ آپ کے برادر محترم حضرت حکیم میر وزیر علی صاحب مغفور کے نام اجراء تھے جن کو حضرت ممدوح نے
وقف کر دیا تھا۔ آپ کے دادا حضرت سید فضل علی صاحب امیر کبیر نواب شمس الامراء بہادر بانی پائیگاہ کی

طلبی پر برہان پور سے حیدر آباد دکن آئے جن کی معیت میں آپ کے والد حضرت میر دلدار علی صاحب تھے۔ آپ حیدر آباد دکن میں پیدا ہوئے۔ فارسی، عربی و علوم دین سے فراغت حاصل کر کے حصول معاش کی کوشش میں تھے کہ آپ کے والد صاحب رحلت فرما گئے لہذا بڑے بھائی کی سرپرستی میں رہنے لگے جن کا ادب آپ بہت کیا کرتے تھے۔ حضرت حکیم میر وزیر علی صاحب، نواب رشید الدین خاں بہادر وقار الامراء اور نواب مختار الملک سالار جنگ اولیٰ کے مابین سفیر و معتمد علیہ تھے اعلیٰ حضرت نواب میر محبوب علی خاں بہادر کی کم سنی کی وجہ جب پائیگاہوں سے اتالیقوں کا انتخاب ہونے لگا تو حکیم صاحب موصوف ہی کی سفارش پر پائیگاہ وقار الامرائی سے بلحاظ لیاقت و شرافت خاندانی آپ کو منتخب کیا گیا چنانچہ نواب مختار الملک بہادر نے اعلیحضرت کی اتالیقی پر آپ کا تقرر فرمالیا اور ۱۲۹۶ھ میں آپ کے نام ڈھائی سو روپے منصب علاقہ نظامت مخارج سے اور سو روپے خرچ سواری خزانہ صرفخاص سے اجراء کئے۔ اس کے ساتھ ساتھ اعزازی خدمت مہتممی اعراس درگاہ جات صرفخاص بھی آپ سے متعلق کردی گئی اور اس کا دفتر معہ کارخانہ آپ کے مکان پر منتقل کر دیا گیا اور دو پہرے بھی متعین کر دیئے گئے۔ جب اعلیحضرت سن شعور کو پہنچے اور عنانِ سلطنت اپنے ہاتھ میں لی تو اپنے اتالیقوں کے منجملہ چند اتالیقوں کو منتخب کر کے نواب میر عثمان علی خاں بہادر ولیعہد کی اتالیقی کے لیے روانہ فرمایا جس میں آپ بھی تھے۔ اتالیقی بڑی ذمہ داری کی خدمت تھی۔ ولیعہد بہادر سے اگر کوئی بات خلافِ آئینِ شاہی یا خلافِ مذہب ہوتی تو آپ اس کی رپورٹ پیش گاہِ اعلیحضرت میں کر دیا کرتے تھے۔ یوں تو متعدد واقعات رونما ہوئے جو بہ خیالِ طوالت نظر انداز کر کے تین چار ہی درج ذیل کیے جاتے ہیں جن سے آپ کی فرض شناسی، پابندی مذہب و جرأت اخلاقی کا ایک حد تک اندازہ کیا جا سکتا ہے:

(۱) عالی شان رزیڈنٹ بہادرِ وقت نے چند اسالیس، جن کو خود انھوں نے شکار کیا تھا ولیعہد بہادر کے خاصہ کے لیئے روانہ کئے ممدوح آرام فرما رہے تھے۔ آپ نے شکار کو بغور ملاحظہ

کیا وہ غیر مذبوحہ تھے۔ اس اندیشے کے تحت کہ آئندہ بھی غیر مذبوحہ شکار اسی طرح آتے رہیں گے تو احتمال ہے کہ کسی وقت بھی یہ خاصہ میں پیش ہو کر ولیعہد بہادر کے استعمال میں آجائیں گے آپ نے عالیشان رزیڈنٹ بہادر کا شکریہ ادا کرتے ہوے موصوف کو مطلع کر دیا کہ "ہمارے مذہب میں غیر مذبوحہ شکار کا استعمال جائز نہیں ہے۔" شکار موصولہ کو دفن کرا دینے کے بعد پیش گاہ اعلیٰحضرت میں ان واقعات کی رپورٹ کر دی جو پسندیدہ نظروں سے دیکھی گئی۔

(۲) جب کبھی رزیڈنسی سے ولیعہد بہادر کو ڈنر میں شرکت کی دعوت آتی اور وقت شرکت آپ کی اتالیقی کا ہوتا تو آپ قبل از قبل پیشی اعلیٰحضرت میں اس کی اطلاع دیتے۔ آپ کے تقوے کے پیش نظر دفتر پیشی سے نواب افسر جنگ بہادر کو حکم دیا جاتا کہ میر عبدالمجید صاحب اتالیق کے بجائے ڈنر میں آپ ولیعہد بہادر کے ساتھ رہیں جب نواب افسر جنگ بہادر سر افسر الملک کے خطاب سے سرفراز ہوے اور اپنی سوانح عمری لکھی تو اس میں آپ کی اتالیقی کا بھی تذکرہ کیا ہے۔

(۳) دیگر اتالیقوں کے ساتھ آپ کو بھی خطاب دینے کی کارروائی ہو رہی تھی جب آپ کو اس کا علم ہوا تو آپ نے دفتر متعلقہ کو مطلع کر دیا کہ میرا نام ہی میرے لیے کافی ہے خطاب سے مجھے معاف فرمایا جائے اس طرح خطاب کی کارروائی ختم کرا دی۔

(۴) آپ کے تقدس و ضعیفی کا لحاظ کرتے ٹینس کھیلتے وقت ولیعہد بہادر کرسی عنایت فرمایا کرتے لیکن بہ خیال سوء ادبی آپ کبھی نہ بیٹھے اور جب تک کھیل جاری رہتا اتالیقی میں برابر کھڑے رہتے، شاہانہ تقاریب اور دیگر مواقع پر آپ انواع و اقسام کے تحائف و خلعتوں سے سرفراز کئے جاتے تھے آپ نے مدت العمر اتالیقی و مہتممی اعراس درگاہ جات کو نہایت وفاداری فرض شناسی سے انجام دیا، آپ کے انتقال کے بعد اعلیٰحضرت نے ذریعہ فرمان مصدرہ ۱۰ رمضان المبارک ۱۳۲۵ھ ہجری آپ کے خدمات اعزازی کا خیال کرتے آپ کی ڈھائی سو روپے منصب تاریخ فوتی سے آپ کے دونوں فرزندوں کے نام بلا تصفیات

اجرا فرمائی اور بڑے فرزند مولوی سید محمد عبد اللطیف صاحب کو جو مہتمی اعراس کو بہ حیثیت مہتمم
انجام دے رہے تھے مستقل فرمادیا جب ولیعہد بہادر تخت شاہی پر جلوہ افروز ہوئے تو آپ
کے چھوٹے فرزند مولوی میر عبد القدیر صاحب کو حضرت سجادہ صاحب کم سن روضہ بزرگ گلبرگہ
شریف کی اتالیقی کے لیے منتخب اور ان کا اسٹیٹ سنبھالنے کے لیے مالی و دیوانی اختیارات عدالت
درجہ دوم کے ساتھ دو سو روپے تنخواہ پر تقرر فرمایا جن کو بعد میں فوجداری اختیارات بھی عطا کیے
گئے۔ اس کے ایک عرصہ بعد آپ کے ان دونوں فرزندوں کو یہ اعزاز بھی بخشا گیا کہ مزارِ انوار
حضرت پیران پیر غوث الاعظم دستگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا غلاف شریف اور حضرت نقیب صاحب
قبلہ کی نذر کے اٹھارہ ہزار روپے سالانہ بغداد شریف لے جاکر منجانب اعلیٰحضرت گزرانا کریں۔
ریل و جہاز کا کرایہ درجہ اول اور ہمراہی ملازمین کا کرایہ درجہ دوم و سوم معہ دیگر اخراجات سفر
منظور فرمایا گیا۔ یہ خدمت بھی کئی سال تک انجام پاتی رہی۔ ان عنایات شاہانہ سے واضح ہے
خاندان آصفجاہی کو آپ کا اور آپ کے خاندان کا کس درجہ خیال تھا۔ آپ صوم و صلوٰۃ کے سخت
پابند تھے۔ تقریباً پچاس سال کی عمر میں زیارت حرمین الشریفین سے فارغ ہوئے آپ کا
تقویٰ بہت بڑھا ہوا تھا۔ ایام بیض کے روزے۔ رکھتے نمازِ تہجد حتی الامکان ناغہ نہ ہونے
دیتے۔ حج سے فارغ ہونے کے بعد قرآنِ مجید حفظ کرنا شروع کیا کچھ عرصے میں بیس پارے حفظ
کرلیئے۔ اس سے زیادہ کی کوشش کرتے تو حافظہ یاری نہ کرتا اور حفظ شدہ قرآن میں بھول ہونے لگ
جاتی۔ بالآخر اسی پر اکتفا فرمایا۔ بہ وقتِ فرصت چار یا پنچ پاروں کا ورد کیا کرتے خفیہ طور
پر خیرات دیتے خصوصاً غریب قرابت داروں کو ماہانہ مقررہ رقم ان کے گھر پر خود پہنچا دیا کرتے۔
جب آپ گھر میں رہتے۔ بچوں سے جو سب سے پہلے نمازِ فجر ادا کرتا بغرض تحریص و ترغیب انعام دیا
کرتے۔ نمازِ اشراق سے فارغ ہوکر عام چڑیوں کے لیے دانہ پھینکتے اور ایک پیالہ میں پانی بھر دیتے،

اس کے بعد ناشتہ فرماتے۔

آپ کا قیام آغازِ ملازمت کے بعد بھی اپنے برادرِ محترم کے ساتھ اندرون فتح دروازہ رہا جب دونوں بھائیوں کو اولاد زیادہ ہوتی گئی اور دفتر کارخانہ اعراس درگاہ جات بھی آپ کے مکان پر منتقل کردیا گیا تو بوجہ کمی مکانیت بھائی کی اجازت سے قریب ہی اندرون دروازہ غازی بنڈہ ایک وسیع مکان خرید کر منتقل ہو گئے اور آخر عمر تک وہیں مقیم رہے۔ آپ کی نیک نیتی تھی کہ آپ کے مکان اور آپ کی منصب سے آپ کی اولاد در اولاد مستفید ہوتی چلی آرہی ہے۔

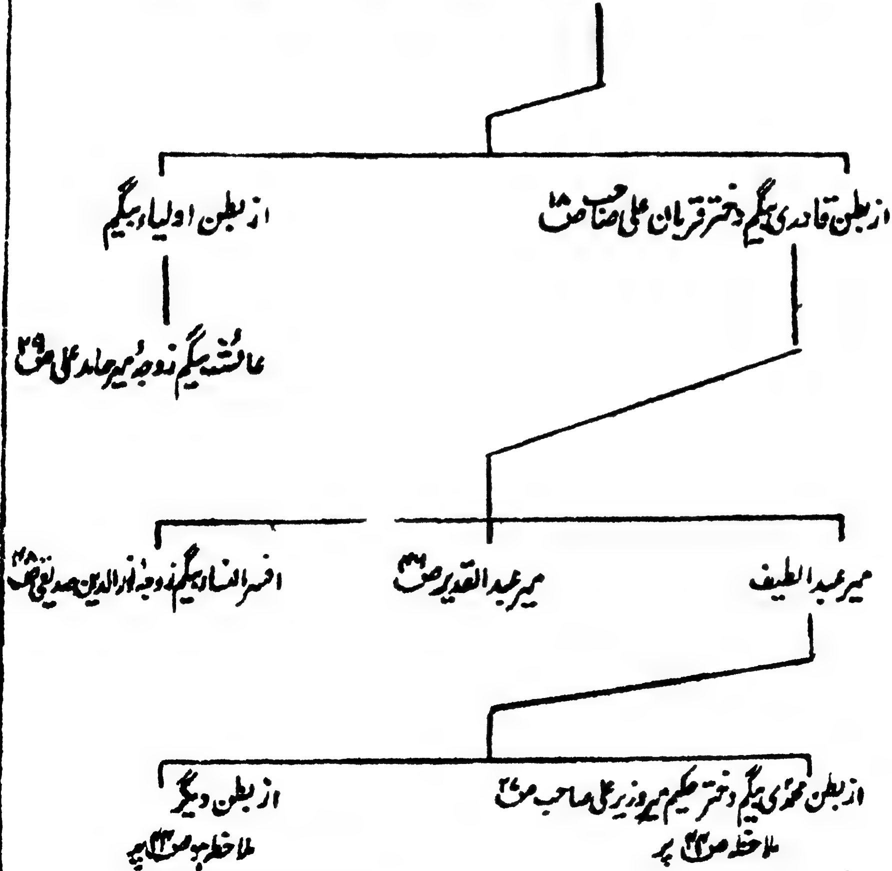
آپ کو حضرت مولانا محمد انوار اللہ خاں صاحب بانیٔ مدرسۂ نظامیہ (استاد ولیعہد بہادرِ وقت) حضرت مولانا مخدوم محی الدین صاحب عرف مخدوم میاں صاحب۔ مولوی محمد مظفر الدین صاحب معلیٰ۔ مولوی محمد سعد الدین صاحب۔ نواب معز زیار الدولہ بہادر، نواب فیر فدیار جنگ بہادر سے بہت محبت تھی یہ حضرات خصوصاً عیدین کو ملاقات کے لیے آتے اور آپ بھی ان کی ملاقات کے لیے جایا کرتے آپ کو شیخ الشیوخ حضرت محمود میاں صاحب قبلہؒ احمد آبادی سے ارادت تھی۔ شیخ کے وصال کے بعد شیخ المشائخ حضرت محمد پاشاہ صاحب المعروف بہ بخاری شاہ صاحب قبلہؒ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے، وقتِ آخر وصیت فرمائی کہ میری نمازِ جنازہ پڑھانے حضرت ممدوح سے استدعا کی جائے چنانچہ حسبِ وصیت حضرت معز نے مکہ مسجد میں نمازِ جنازہ پڑھائی۔ آپ کی تدفین بیرون فتح دروازہ آپ کے بھائی کی تعمیر فرمودہ مسجد و قبرستان سے متصل اُس ہی اراضی میں ہوئی جس کو آپ نے اپنے حینِ حیات اپنی اور اپنے خاندان کی قبور کے لیے خرید رکھا تھا۔ اس طرح آپ زندگی میں بھی اپنے بھائی سے قریب رہے بعد وفات بھی۔ آپ کی سوانح حیات سے ہم کو نہ صرف زہد و تقویٰ۔ اقربا نوازی، غربا پروری، جرأت اخلاق و فرائض شناسی محبت و اتفاق۔ شفقت و ادب کا سبق ملتا ہے، بلکہ اس کی بھی ہدایت ہوتی ہے کہ دُنیوی اہم ذمہ داریوں کے رکھتے ہوئے بھی حصولِ دین کے لیے کس طرح ثابت قدمی کے ساتھ

کوشش کی جاسکتی ہے۔ ربنا اتمم لنا نورنا واغفرلنا انک علی کل شیئ قدیر۔

المذنب

میر غلام محمد نبیرہ حضرت ممدوح ابن حضرت مولوی میر عبدالقدیر صاحب مغفور

نسب نامۂ عبدالمجید صاحب فرزند میر دلدار علی صاحب

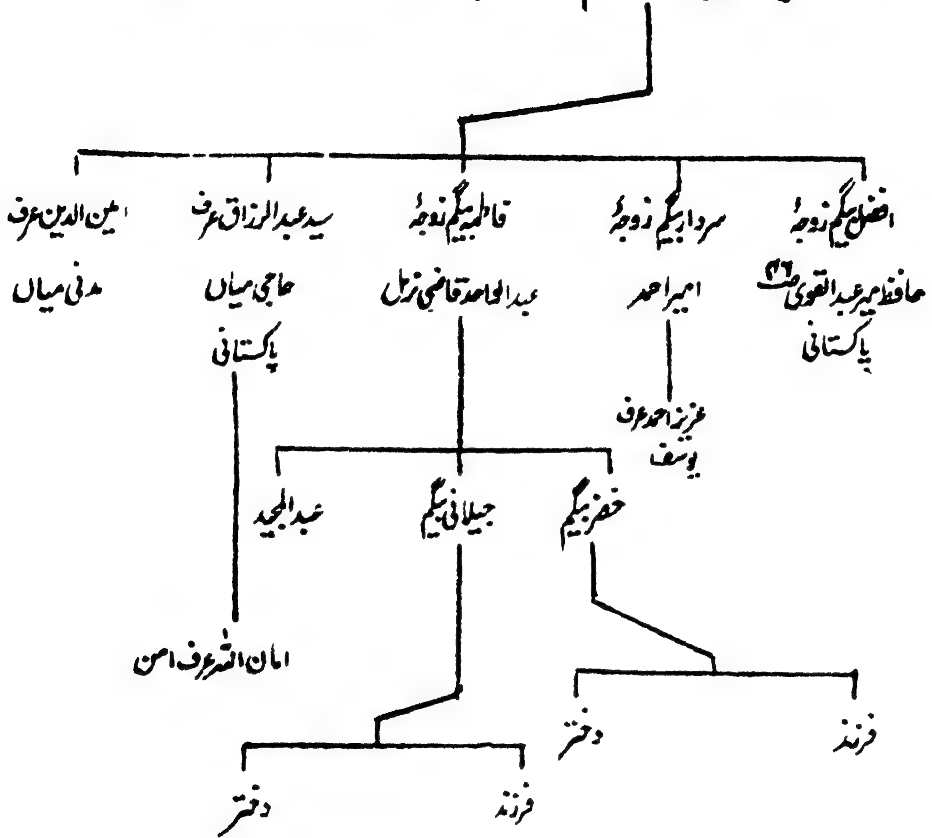


(بقیہ سلسلہ ص ۴۳)

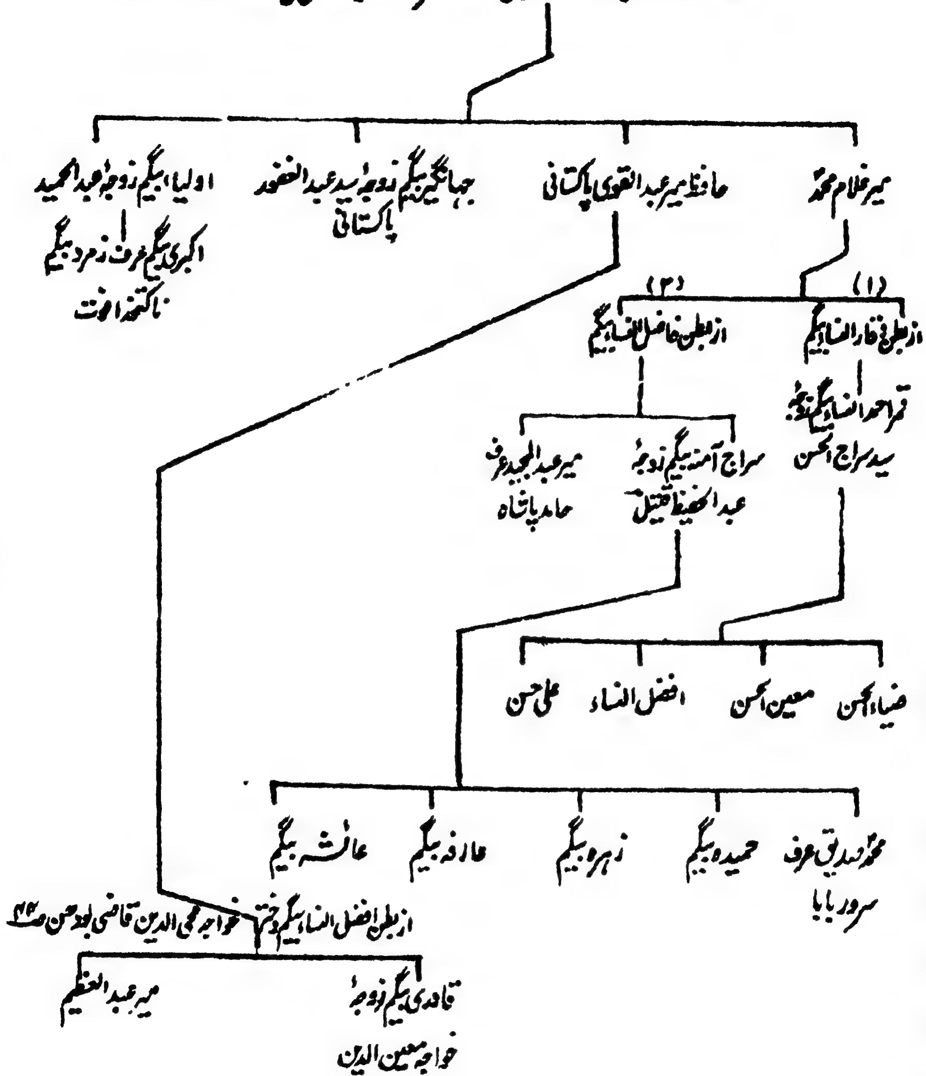
- از بطن محمدی بیگم ص ۴۳
  - بشیر النساء بیگم زوجۂ خواجہ محی الدین قاضی بود ص ۴۵
  - سید عبد الحی
    - سیدری بیگم
  - سید عبد الحمید
  - نور النساء بیگم زوجۂ میر غلام محمد

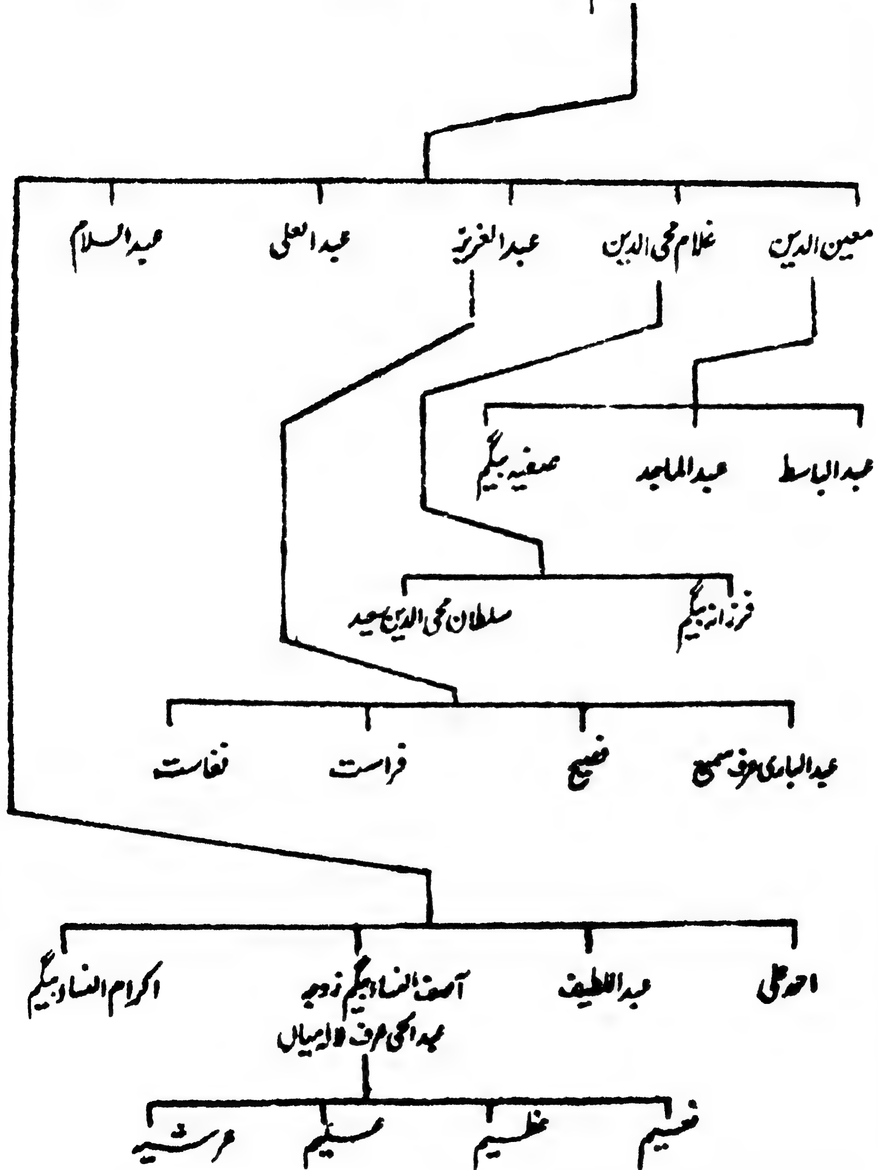
- از بطن دیگر ص ۴۳
  - سید عبد الستار
    - ہمایرہ بیگم
    - صغرا بیگم
      - محمد عبد السلام
      - خسرو جہاں
      - محمد عبد العلیم
    - امۃ صفیہ
  - سید عبد القادر
    - سید عبد الماجد
    - سید عبد المتین
    - خالدہ
    - ساجدہ
  - سید عبد المجیب

نسب نامہ بشیر النساء بیگم دختر محمد عبد اللطیف صاحب زوجہ خواجہ محی الدین صاحب قاضی پور ص ۴۴



نسب نامہ میر عبدالقادر صاحب فرزند عبدالمجید صاحب ۴۳




نسب نامہ جہانگیر بیگم زوجۂ سید عبد الغفور صاحب دختر میر عبد القدیر صاحب[۴۶]
معین الدین
غلام محی الدین
عبد العزیز
عبد العلی
عبد السلام
عبد الباسط
عبد الماجد
صفیہ بیگم
فرزانہ بیگم
سلطان محی الدین سعید
عبد الباری عرف سمیع
فصیح
فراست
نفاست
احمد علی
عبد اللطیف
آصف النساء بیگم زوجہ
عبد الحی عرف لالہ میاں
اکرام النساء بیگم
نعیم
عظیم
تسلیم
عرشیہ

نسب نامۂ افسر النساء بیگم زوجۂ محمد نور الدین صاحب صدیقی دختر عبد المجید صاحب

انور الدین
منور الدین
افضل بیگم زوجہ حمید الدین
اقبال الدین

انوار الدین
نور الدین
وقار الدین
اعظم الدین
عتیق الدین
علی الدین

نجم الدین
بہاؤ الدین

خدیجہ بیگم عرف قدسیہ
معین الدین
آسیہ

معین الدین صدیقی شوہر مہر النساء
خورشید بیگم

مہر النساء زوجۂ معین الدین صدیقی
عزت النساء زوجۂ مجتبیٰ
غوث النساء
حفیظ النساء
نظام النساء
یاور النساء

محمد ضیاء الدین صدیقی
افضل بیگم
محمد علاؤ الدین صدیقی

شریف النساء بیگم
محمد یوسف الدین
محمد غوث الدین
محمد عماد الدین

مختصر نظم بہ توصیفِ شجرہ

میر وجیہہ الدین صاحب نے جو دی ترتیب شجرے کی
حفاظت خاندانی سلسلہ کی ہو گئی اچھی

تمام اہلِ نسب کا سلسلے سے نام آیا ہے
نہایت ہی سلیقہ سے یہ کام انجام پایا ہے

ہے کس کو ربط کس سے صاف یہ دکھلا دیا شجرہ
حقیقت میں بڑی تفصیل سے لکھا گیا شجرہ

یہ خدمت شوق سے اجداد کی کرنی ضروری ہے
سیاہی خاکہ ہائے نسل میں بھرنی ضروری ہے

یہ شجرے کی طباعت بالیقیں بہتر سے بہتر ہے
یہ اقدام ان کا بہتر ہی نہیں بہتر سے بہتر ہے

از ابوزاہد سید یحییٰ حسینی قدؔر عریضی قادری چشتی

قطعۂ تاریخ

طباعت شجرۂ خاندانی قطب الزماں حضرت سید شریف ملقب بہ رسول نما قادری برہان پوری قدس سرہ العزیز

پیر سید شریف قطب زماں ۔۔۔ پاک دل پاک تن لطیف ولطیف
کیا کہوں کتنے محترم تھے بزرگ ۔۔۔ اُن کی عظمت کی کیا کروں تعریف
تھا مکاں ان کا روضۂ طیبہ ۔۔۔ شاہ دیں جس میں لائے تھے تشریف
جو بھی حاضر ہو طالبِ دیدار ۔۔۔ پیش فرماتے تھے بلا خویف
سیکڑوں کو دِکھایا حضرت نے ۔۔۔ سید الانبیاء کا روئے لطیف
اس کرامت میں آپ یکتا تھے ۔۔۔ تھا مقابل کوئی نہ کوئی حریف
ہو گیا نام ہی رسول نما ۔۔۔ ہے عیاں اس لقب سے ہی توصیف
تھے ابوالخیر خاں کے پیرِ طریق ۔۔۔ ہادی رہنما نجیب و شریف
ان کا مسکن برہان پور میں تھا ۔۔۔ تھا وطن اصلی آپ کا مکہ شریف
عمو ی عبد القدیر قبلہ نے ۔۔۔ کی جو محنت سے شجرہ کی تالیف
بھائی حافظ نے اس کو چھپوایا ۔۔۔ یہ کیا کام قابل تعریف
آل اولاد دونوں شاخوں سے ۔۔۔ بن گیا شجرہ شریف ولطیف
یہ معرّف بھی ہے محافظ بھی ۔۔۔ شجرہ انساب کا ہے گویا حلیف
دیکھ لو اپنی شاخ شجرہ میں ۔۔۔ کس کا رشتہ قوی ہے کس کا ضعیف

سال طبع سنادو اب خواجہ
چھپ گیا شجرہ شریف عفیف
۱۳۷۹ھ

از عبد المعز خاں خلف حضرت عبد الغفور خاں صاحب نامی ص ۱۴